دو ماہی مجلّہ

الاجماع

* امام ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت رحمہ اللہ (م ۱۵۰ھ) پر محدثین کے اعتراضات کے جوابات۔ (اثری صاحب کو جواب)
* امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ (م ۱۵۰ھ) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ [قسط ۴]
* ائمہ کے نزدیک، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ (م ۱۵۰ھ) حدیث میں ثقہ، امام اور معرفتِ حدیث واتقان الرواۃ کے بھی ماہر ہیں۔

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ ھ) پر محدثین کے اعتراضات کے جوابات۔

(اثری صاحب کو جواب)

-مولانا نذیر الدین قاسمی

محترم ارشاد الحق اثری صاحب نے حدیث "من کان له امام۔۔۔" کے تحت ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، شاہنشاہ الحدیث، امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ ھ) پر محدثین کے حوالے سے کئی اعتراضات کئے ہیں، جن کو جوابات کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں:

اعتراض نمبر ۱: (حدیث "من کان له امام۔۔۔" پر ائمہ کا اعتراض)

مشہور امام، حافظ الزماں، امیر المومنین فی الحدیث، ثقہ، ثبت، امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ ھ) کہتے ہیں کہ اس روایت (یعنی "من کان له امام۔۔۔") کو امام ابوحنیفہؒ اور حسن بن عمارہؒ کے علاوہ کسی نے مسند بیان نہیں کیا اور وہ دونوں ضعیف ہے۔ **(سنن الدارقطنی)**، تقریباً یہی کلام اثری صاحب نے ابن عبدالبرؒ، خطیب بغدادیؒ، ابن الجوزیؒ، ابوحاتمؒ، ابوزرعہؒ وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث کو مسند بیان کرنے میں امام صاحبؒ منفرد ہیں۔ **(توضیح الکلام: ص ۹۲۵)**

الجواب:

خود ارشاد الحق اثری صاحب کہتے ہیں کہ حدیث میں ایسی غلطیوں سے امام مالکؒ، سفیان ثوریؒ، شعبہؒ، یحیی بن سعیدؒ، ایسے حفاظ و اثبات بھی محفوظ نہ رہ سکے تو وہ آخر انسان ہی ہیں اور خطا و نسیان انسان کے خمیر میں ہے۔ امام ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ وہم سے کون محفوظ رہا ہے، امام ابن معینؒ فرماتے ہیں کہ جو غلطی کر جائے مجھے اس پر تعجب نہیں۔ تعجب اس پر ہے جو صحیح صحیح بیان کرتا ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ خطا و تصحیف سے کون بچ سکتا ہے۔ **(توضیح الکلام: ص ۹۲۷)**

یعنی کہنا یہ ہے کہ اس حدیث کے سلسلے میں محدثین خطاء سے نہیں بچ سکے۔

اس اعتراض کی حقیقت:

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس حدیث کو مسند اور متصل بیان کرنے میں ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ ھ) منفرد نہیں ہیں، بلکہ ان کے متابع میں ۳، ۳ حضرات موجود ہیں۔

متابع نمبر "۱" اور "۲":

چنانچہ ثقہ، ثبت، حافظ، امام احمد بن منیعؒ (م ۲۴۴ ھ) فرماتے ہیں کہ

أبنا إسحاق الأزرق، ثنا سفيان و شريك، عن موسى ابن أبي عائشة، عن عبد الله بن شداد، عن جابر قال: قال

رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: "من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة۔ (**مسند احمد بن منیع بحوالہ اتحاف الخیرۃ المھرۃ للبصیری: ج ۲: ص ۸۰، ج ۲: ص ۱۶۸**)

نیز امام ابن الہمامؒ (م ۸۶۱ھ)، حافظ قاسم بن قطلو بغاؒ (م ۸۷۹ھ)، شیخ، فاضل، محمد ہاشم سندھیؒ (م ۱۱۷۴ھ)، مشہور مفسر، محدث، محمود بن عبداللہ الآلوسیؒ (م ۱۲۷۰ھ)، محدث محمد بن علی النیمویؒ (م ۱۳۲۲ھ)، محدث الہند، امام انور شاہ کشمیریؒ (م ۱۳۵۳ھ) وغیرہ نے بھی اس کو اپنی اپنی کتابوں میں صحیح قرار دیا ہے۔ (**فتح القدیر: ج ۱: ص ۳۳۸، تحریج احادیث الاختیار: ج ۱: ص ۱۶۸، طبع الفاروق، تنقیح الکلام: ص ۱۳۲، رسالۃ الدکتوراۃ، تفسیر آلوسی: ج ۵: ص ۱۴۱، آثار السنن مع تعلیق الحسن: ص ۹۴، العرف الشذی: ج ۱: ص ۳۱۲**)

اور حافظ بوصیریؒ (م ۸۴۰ھ) نے اس روایت کو اپنی کتاب میں ۲، ۲ جگہ نقل کر کے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھئے **اتحاف الخیرۃ المھرۃ للبصیری: ج ۲: ص ۸۰، ج ۲: ص ۱۶۸۔**

غور فرمائیں! اس روایت میں ۲، ۲ راوی سفیان ثوریؒ اور شریک بن عبداللہؒ، امام صاحبؒ کی طرح اس روایت کو مسند بیان کرتے ہوئے، حضرت جابر بن عبداللہؓ کا ذکر کیا ہے۔ اور وہ دونوں ثقہ ہیں، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔

یہی وجہ ہے کہ کئی ائمہ وعلماء مثلاً امام، حافظ شہاب الدین بوصیریؒ (م ۸۴۰ھ)، امام ابن الہمامؒ (م ۸۶۱ھ)، حافظ قاسم بن قطلو بغاؒ (م ۸۷۹ھ)، شیخ، فاضل، محمد ہاشم سندھیؒ (م ۱۱۷۴ھ)، مشہور مفسر، محدث، محمود بن عبداللہ الآلوسیؒ (م ۱۲۷۰ھ)، محدث محمد بن علی النیمویؒ (م ۱۳۲۲ھ)، محدث الہند، امام انور شاہ کشمیریؒ (م ۱۳۵۳ھ)، وغیرہ حضرات نے کہا کہ اس روایت کو مسند بیان کرنے میں امام ابو حنیفہؒ منفرد نہیں، بلکہ ان کے متابع میں سفیان ثوریؒ اور شریک بن عبداللہ النخعیؒ وغیرہ موجود ہیں۔ (**اتحاف الخیرۃ المھرۃ: ج ۲: ص ۱۶۹، طبع دار الوطن، فتح القدیر: ج ۱: ص ۳۳۸، تحریج احادیث الاختیار: ج ۱: ص ۱۶۸، طبع الفاروق، تنقیح الکلام: ص ۱۳۲، رسالۃ الدکتوراۃ، تفسیر آلوسی: ج ۵: ص ۱۴۱، آثار السنن مع تعلیق الحسن: ص ۹۴، العرف الشذی: ج ۱: ص ۳۱۲**)

لہذا ان ائمہ کا یہ کہنا کہ امام صاحبؒ اس روایت کو مسند بیان کرنے میں تنہا ہیں، غیر صحیح ہے۔

نوٹ:

اس روایت پر اثری صاحب کے تمام اعتراضات کے جوابات دئے جا چکے ہیں، دیکھئے (**مجلہ الاجماع: ش ۱۸: ص ۱**)

متابع نمبر ۳:

امام ابو بکر بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کہتے ہیں کہ

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ حدثنا أبو بكر محمد بن حامد الفقيه ببخاری نا أبو الفضل محمد بن أحمد السلمي نا العباس بن عزيز بن سيار القطان المروزي نا عتيق بن محمد النيسابوري نا حفص بن عبد الرحمن عن أبي شيبة عن الحكم بن عتيبة عن عبد الله بن شداد عن جابر بن عبد الله عن النبي صلى الله عليه و سلم قال: من كان له إمام فإن قراءة الإمام له قراءة۔ (کتاب القراءت للبیہقی: ص ۱۵۴)

اس روایت کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، البتہ ابوشیبہ، عبدالرحمٰن بن اسحاق الواسطیؒ گرچہ ضعیف ہیں لیکن متابعات میں قابل ذکر ہیں۔ (مجلہ الاجماع: ش ۱۹: ص ۶)

اس سند سے بھی امام صاحب کی روایت کا مسند اور جابرؓ سے ثابت ہونا، معلوم ہوتا ہے۔

متابع نمبر ۴:

امام ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا مالك بن إسماعيل، عن حسن بن صالح، عن أبي الزبير، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه و سلم، قال: كل من كان له إمام، فقراءته له قراءة۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: حدیث نمبر ۳۸۲۳، و اللفظ له، مسند احمد بن حنبل: ج ۲۳: ص ۱۲، تحفۃ الاشراف للمزی: ج ۲: ص ۲۹۱)

اس کے روات ثقہ اور سند صحیح ہے اور یہی وجہ ہے کہ امام شمس الدین ابن قدامہؒ (م ۶۸۲ھ) اور حافظ، امام ابن الترکمانیؒ (م ۷۵۰ھ)، امام عینیؒ (م ۸۵۵ھ) وغیرہ نے کہا کہ یہ روایت صحیح اور متصل ہے۔ (مجلہ الاجماع: ش ۱۷: ص ۴)

نوٹ:

اس روایت پر کئے گئے اعتراض کے جواب کے لئے دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۱۷: ص ۴۔

متابع نمبر ۵:

ثقہ، ثبت، امام اور حافظ الحدیث ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا أبو أمية، قال: ثنا إسحاق بن منصور السلولي، قال: ثنا الحسن بن صالح، عن جابر، و ليث، عن أبي الزبير، عن جابر، رضي الله عنه، عن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال: من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة۔ (شرح معانی الآثار: ج ۱: ص ۲۱۷)

اس سند کے تمام روات ثقہ ہیں، البتہ لیث بن ابی سلیمؒ (م ۱۴۸ھ) متابعات میں صدوق ہیں اور جابر الجعفیؒ (م ۱۲۷ھ)

ضعیف ہے۔ محدث عینیؒ (م ۸۵۵ھ) نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ (نخب الافکار للعینی: ج ۴: ص ۱۰۶)،

متابع نمبر ۶:

امام ابونعیم اصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا محمد بن علي بن حبيش، ثنا علي بن جعفر بن محمد بن حبيب التمار، ثنا علي بن إشكاب، ثنا إسحاق الأزرق، عن أبي حنيفة، عن أبي الزبير، عن جابر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: »من كان له إمام، فقراءة الإمام له قراءة۔ كذا في أصل أبي الزبير، عن جابر۔ (مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۳۲)

اس روایت کے تمام روات صدوق یا ثقہ ہیں، جس کی تفصیل **مجلہ الاجماع: ش ۱۷: ص ۶-۷۔**

خلاصہ کلام یہ کہ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) اس روایت کو مسند و متصل بیان کرنے میں منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے متابع میں سفیان ثوریؒ، شریک بن عبداللہؒ، حسن بن صالح وغیرہ روات کی ایک جماعت موجود ہے، جیسا کہ ائمہ وعلماء کے حوالے گزر چکے۔

لہذا اس روایت کو مسند بیان کرنے کے سلسلے میں ان پر اعتراض کرنا باطل و مردود ہے۔ واللہ اعلم

اعتراض نمبر ۲:　　(حدیث: "من کان لہ امام۔۔۔" کی بعض طریق میں ابوالولید کا اضافہ امام صاحبؒ کی وجہ سے آیا؟؟)

اثری صاحب کہتے ہیں کہ مولانا صفدر صاحب اسی "ابوالولید" کا دفاع وہ یہاں فرما رہے ہیں کہ یہ کوئی علیحدہ راوی نہیں۔ بلکہ عبداللہ بن شداد کی کنیت ہے۔ حالانکہ قاضی ابو یوسف نے کتاب الآثار (ص ۲۳) میں یہی روایت امام ابوحنیفہ سے عن موسی بن ابی عائشہ عن عبداللہ بن شداد عن ابی الولید عن جابر کی سند سے ذکر کی ہے اور اس میں بھی "ابوالولید" کا واسطہ مذکور ہے۔ قاضی ابو یوسف کے واسطہ سے یہی روایت امام ابن عدیؒ نے الکامل (ص ۲۴۷۷ ج ۷) امام حاکم نے معرفۃ علوم الحدیث (ص ۱۷۸)، امام بیہقیؒ نے کتاب القراءۃ (ص ۱۰۲) اور امام دارقطنی نے السنن (ص ۳۲۵ ج ۱)، امام ابونعیم اصفہانی نے مسند الامام ابی حنیفہ (ص ۲۲۸) اور ابن عبدالبر نے التمہید (ص ۴۸ ج ۱۱) میں اسی واسطہ کے ساتھ ذکر کی ہے۔ بلکہ امام ابونعیم نے زفر عن ابی حنیفہ کی سند میں بھی ابو الولید کا واسطہ ذکر کیا ہے اور اس بارے میں مزید جو اختلاف ہے اس کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ اور اسی ابوالولید کو امام خزیمہؒ وغیرہ نے مجہول کہا ہے۔ مگر مولانا صفدر صاحب فرماتے ہیں کہ "ابوالولید" عبداللہ بن شدادؒ کی ہی کنیت ہے۔ جیسا کہ امام حاکم نے معرفۃ علوم الحدیث (ص ۱۷۸) میں کہا ہے۔ یہ کوئی علیحدہ راوی نہیں ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ یہ واسطہ دارقطنیؒ بیہقیؒ وغیرہ ہی اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کرتے۔ ان سے پہلے امام ابن خزیمہؒ بھی اسے "ابوالولید" کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں۔ (**کتاب القراءۃ: ص ۱۰۳**) بلکہ ان سے قبل خود قاضی ابو یوسف نے بھی کتاب الآثار

(ص ۲۳) میں اس واسطہ کو ذکر کیا ہے۔اب سوال یہ ہے کہ یہ واسطہ ذکر کرنے میں کس نے غلطی کی ہے؟ امام ابوحنیفہؒ نے یا قاضی ابو یوسفؒ نے۔

آگے کہتے ہیں کہ ہم دلائل سے ثابت کر آئے ہیں کہ ''جابرؓ'' کا واسطہ ذکر کرنے میں امام ابوحنیفہؒ کو وہم، ہوا ہے اور وہ کبھی اسے مرسل بھی بیان کرتے ہیں بعینہ وہ کبھی تو ''ابوالولید'' کا ذکر کرتے ہیں اور کبھی اس واسطہ کو حذف کر دیتے ہیں۔کبھی موسی بن ابی عائشہ عن ابی الولید عن جابر کہتے ہیں۔کبھی ابوالولید کی جگہ ابوعلی کہتے ہیں۔جیسا کہ امام ابونعیمؒ نے مسند امام ابوحنیفہ میں ذکر کیا ہے۔ **(توضیح الکلام: ص ۹۵۳-۹۵۴)**

الجواب:

اولاً ''ابوالولید'' یہ کوئی الگ راوی نہیں ہے، بلکہ یہ عبداللہ بن شدادؓ کی کنیت ہے۔جیسا کہ امام ابوعبداللہ الحاکمؒ **(م ۴۰۵ھ)** نے تصریح کی ہے۔ **(معرفۃ علوم الحدیث للحاکم: ص ۱۷۸)**، لہذا ان کو مجہول کہنا غلط ہے۔

دوم ''ابوالولید'' کا اضافہ، یہ امام ابوحنیفہؒ **(م ۱۵۰ھ)** کی طرف سے نہیں ہے، بلکہ امام ابو یوسفؒ **(م ۱۸۲ھ)** کی طرف سے ہے۔کیونکہ اگر یہ زیادتی امام ابوحنیفہؒ **(م ۱۵۰ھ)** کی طرف سے ہوتی، تو ان کے دیگر شاگرد اس کو ان کے حوالہ سے بیان کرتے، لیکن سوائے امام ابو یوسفؒ **(م ۱۸۲ھ)** کے، کسی سے یہ زیادتی ثابت نہیں ہے۔

سوم امام یوسفؒ **(م ۱۸۲ھ)** نے بعض روایات میں یہ زیادتی یعنی ''ابوالولید'' کا ذکر نہیں کیا، چنانچہ مسند ابی حنیفہ للحارثی کے حوالہ سے روایت گزر چکی، جس میں ابو یوسفؒ نے ''ابوالولید'' کا ذکر نہیں کیا۔ **(مسند ابی حنیفہ للحارثی بحوالہ جامع المسانید: ج ۱: ص ۳۳۴)**،[1]

اسی طرح حافظ حارثیؒ **(م ۳۴۰ھ)** کے علاوہ، ثقہ، حافظ ابن خسرو البلخیؒ **(م ۵۲۲ھ)** نے بھی ابو یوسفؒ سے روایت نقل کی، جس میں ''ابوالولید'' کا اضافہ نہیں ہے۔ **(مسند ابوحنیفۃ لابن خسرو: ج ۲: ص ۷۵۴-۷۵۶)[2]** اور ثقہ، عادل، حافظ طلحہ بن محمد

---

(۱) ہمارے مہربان اثری صاحب نے اس روایت کو ذکر کر کے، حافظ حارثیؒ **(م ۳۴۰ھ)** پر جرح نقل کی ہے۔ **(توضیح: ص ۹۵۴، حاشیہ)** حالانکہ اس کے جوابات دئے جا چکے ہیں۔ **(مجلہ الاجماع: ش ۱۹: ص ۲۲، نیز دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۲: ص ۸۹)**، نیز حافظ حارثیؒ **(م ۳۴۰ھ)** کے متابع میں اور بھی ائمہ نے ابو یوسفؒ **(م ۱۸۲ھ)** سے وہ روایات ذکر کی ہے، جس میں ''ابوالولید'' کا ذکر نہیں ہے، (جس کی تفصیل اوپر موجود ہے)، تو ان روایات کا اثری صاحب کیا جواب دینگے؟؟؟

(۲) حافظ ابن خسرو البلخیؒ **(م ۵۲۲ھ)** کی توثیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۵: ص ۱۰۵**۔

الشاہدؒ (م ۳۸۰ھ)، ثقہ، حجت، امام قاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی الانصاریؒ (م ۵۳۵ھ) وغیرہ نے بھی اپنے اپنے مسند ابی حنیفۃ میں ابویوسفؒ سے یہی روایت نقل کی، جس میں ''ابوالولید'' کا اضافہ نہیں ہے۔ (**جامع المسانید للخوارزمی: ج۱: ص ۳۳۵-۳۳۶**)[۱]

نیز امام ابونعیم اصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) نے بھی ابویوسفؒ سے یہی روایت نقل کی، جس میں ''ابوالولید'' کا اضافہ موجود نہیں ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۲۲۶-۲۲۹**)،

خلاصہ یہ کہ جس طرح ابویوسف سے ابوالولید کا اضافہ مروی ہے، اسی طرح اس اضافہ کے بغیر بھی ان سے روایت ثابت ہے۔ اور دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہوسکتی ہے کہ شاید پہلے وہ ابوالولید کا اضافہ نقل کرتے تھے اور بعد میں وہ اس اضافہ سے رجوع کر کے، اس کے بغیر نقل کرنے لگے۔ اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ امام ابویوسفؒ (م ۱۸۲ھ) کے متاخر تلامذہ مثلاً محمد بن سعید بن سابقؒ (م ۲۱۶ھ)، عمرو بن عون الواسطیؒ (م ۲۲۳ھ)، عبداللہ بن واقد الواقدیؒ (م ۲۴۷ھ) نے اس روایت کو ان سے ''ابوالولید'' کے اضافے کے بغیر ذکر کیا ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج۱: ص ۴۱۶، مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۲۲۹، جامع المسانید للخوارزمی: ج۱: ص ۳۳۶، تاریخ بغداد: ج۱۰: ص ۳۳۸**)، [۲] واللہ اعلم

چہارم جہاں تک زفر عن ابی حنیفہ کی سند میں ابوالولید کے اضافہ کے موجود ہونے کی بات ہے، تو اثری صاحب سے گزارش ہے کہ اسکی سند کو ثابت کریں، اسی طرح موصوف نے جو کہا کہ امام صاحبؒ کبھی ابوالولید کی جگہ ابوعلی کہتے ہیں (**توضیح: ص ۹۵۴**)، وہ روایت بھی اثری صاحب کے ذمہ ہے کہ وہ اسکو بھی ثابت کریں، ورنہ کم از کم اسطرح کی روایات امام صاحب کی طرف منسوب نہ کریں [۳]

---

(۱) حافظ طلحہ بن محمد الشاہدؒ (م ۳۸۰ھ) کی توثیق **مجلہ الاجماع: ش ۱۴: ص ۵۰-۵۱** پر موجود ہے۔

(۲) امام ابوالمؤید الخوارزمیؒ (م ۶۶۵ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۴: ص ۳۰**۔

(۳) نیز امام زفرؒ (م ۱۵۸ھ) سے مروی کتاب الآثار لابی حنیفۃ کے نسخے میں یہ روایت بغیر ابوالولید کے اضافہ کے موجود تھی۔ چنانچہ حافظ ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا زكريا بن يحيى بن كثير الأصبهاني، حدثنا أحمد بن رستة، حدثنا محمد بن المغيرة، حدثنا الحكم، حدثنا زفر عن أبي حنيفة، عن موسى بن أبي عائشة، عن عبد الله ابن شداد، عن جابر بن عبد الله أن رجلاً قرأ خلف النبي صلى الله عليه وسلم في صلاة الظهر أو العصر فأومأ إليه رجل ينهاه، قال: فلما فرغ النبي صلى الله عليه وسلم تنازعا في ذلك حتى سمع النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة۔ (**مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج۱: ص ۴۱۳**)

<u>**سند کی تحقیق:**</u>

پنجم		امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) سے مروی جس روایت میں ابوعلی کا ذکر آیا ہے، اس میں ابن شدادؓ کا ذکر نہیں ہے۔ چنانچہ حافظ

- حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۱۹: ص ۲۲**،
- ابو یحیی، زکریا بن یحیی بن کثیر بن زرالاصبہانیؒ صدوق ہیں۔ ان سے حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ)، حافظ ابن المقریؒ (م ۳۸۱ھ)، عبداللہ بن محمدؒ، محمد بن الحسن بن الحسین الکوفیؒ (م ۳۵۵ھ) وغیرہ نے روایت لی ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۴۱۳، ج ۲: ص ۷۰۹، معجم ابن المقری: ص ۲۶۴، تاریخ الاصبہان لابی نعیم: ج ۱: ص ۳۷۹، نیز دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۱۶: ص ۳۲**)،
- احمد بن رستۃ بن عمر الاصبہانیؒ (م ۲۹۳ھ) بھی صدوق ہیں۔ (**ارشاد القاصی والدانی: ص ۱۱۴-۱۱۵**)،
- ابوعبداللہ، محمد بن المغیرۃ بن سلم الاصبہانیؒ (م ۲۳۱ھ) بھی صدوق ہیں۔ (**کتاب الثقات لابن حبان: ج ۹: ص ۱۰۵، تاریخ الاسلام: ج ۵: ص ۹۳۰، تاریخ اصبہان: ج ۲: ص ۱۵۵**)،
- الحکم بن ایوبؒ الاصبہانیؒ بھی صدوق ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۴: ص ۱۰۹۷، تاریخ اصبہان: ج ۱: ص ۳۵۰**)،
- امام زفر بن ھزیلؒ (م ۱۵۸ھ) مشہور ثقہ، فقیہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۴: ص ۳۱۳**) اور باقی رواۃ کی توثیق گزر چکی۔ (دیکھئے ص:)

لہذا یہ سند حسن ہے۔ اور احمد بن رستۃ بن عمر الاصبہانیؒ (م ۲۹۳ھ) کے بارے میں امام، حافظ ابوشیخؒ (م ۳۶۹ھ) کہتے ہیں کہ **"كان عنده السنن عن محمد، عن الحكم بن أيوب، عن زفر، عن أبي حنيفة"** احمد بن رستۃؒ، جو محمد بن مغیرہ کے نواسے ہیں، ان کے پاس "کتاب السنن" [کتاب الآثار] تھی جس کو وہ اپنے نانا محمد بن مغیرہ سے، وہ حکم بن ایوبؒ سے، وہ امام زفرؒ سے، اور وہ امام ابوحنیفہؒ سے روایت کرتے تھے۔ (**طبقات المحدثین لابی شیخ: ج ۴: ص ۱۵۷**)،

معلوم ہوا کہ احمد بن رستۃؒ (م ۲۹۳ھ) کے پاس کتاب الآثار موجود تھی۔ لہذا کتاب ہونے کی وجہ سے، ان کی یہ روایت کو دیگر حضرات [عمرو بن شہابؒ وغیرہ جن کے پاس کتاب نہیں تھی، ان] کی روایات پر ترجیح ہوگی۔

پھر ثقہ، حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) بھی فرماتے ہیں کہ

اختلف أصحاب أبي حنيفة عليه في هذا الإسناد، فقال بعضهم: عن عبد الله بن شداد، عن أبي الوليد، عن جابر، وممن رواه كروايته أبو يوسف، وممن تفرد: زفر من روايته عن ابن حكيم، وإسحاق الأزرق، ويونس بن بكير، وجابر، ومصعب، وخلف بن ياسين۔ (مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۲۲۶)

معلوم ہوا کہ شداد بن حکیم البلخیؒ (م ۲۱۰ھ) کے طریق میں بھی امام زفرؒ (م ۱۵۸ھ)، امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے "ابوالولید" کا اضافہ ذکر نہیں کرتے۔ والحمدللہ (نیز دیکھئے **مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۴۱۳**)،

ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا الحسن بن علان، ثنا عبد الله بن أبي داود، قال: أنا إسحاق بن إبراهيم، أنا سعيد بن الصلت، قال: أنا أبو حنيفة، عن أبي الحسن، عن أبي الوليد، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه انصرف من صلاة الظهر أو العصر، فقال: من يقرأ منكم بسبح اسم ربك الأعلى؟ فسكت القوم حتى قال ذلك مرارا، فقال رجل من القوم: أنا يا رسول الله قرأتها، فقال: لقد رأيتك نازعتني أو خالجتني في القرآن۔

ورواه سعيد بن مسلمة عن أبي حنيفة، عن أبي الحسن، عن أبي علي، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه، حدثناه محمد بن إبراهيم، ثنا مكحول بن محمد بن عبد الله، قال: ثنا محمد بن غالب، قال: ثنا سعيد بن سلم، قال: ثنا أبو حنيفة، عن أبي الحسن، عن أبي علي، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه وسلم۔ (مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۲۲۹)

غور فرمائیں! ان دونوں روایتوں میں عبداللہ بن شدادؓ کا ذکر نہیں ہے، بلکہ ابوالحسن موسی بن ابی عائشہؒ کے بعد، ابوعلی کا ذکر ہے۔ اور بہت ممکن ہے کہ یہ ابوعلی دراصل عبداللہ بن شدادؓ (م ۸۱ھ) ہی ہوں، کیونکہ ایک راوی کی ایک سے زیادہ کنیتیں ہوسکتی ہیں، جس کی کئی مثالیں کتب جرح وتعدیل میں دیکھی جاسکتی ہے۔

نیز چونکہ ابن شدادؓ (م ۸۱ھ) جنگ نہروان میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے اور حضرت علیؓ کے فضائل بیان کرتے تھے، بلکہ بعض ائمہ نے ان کو شیعہ تک کہہ ڈالا۔ (**تہذیب التہذیب: ج ۵: ص ۲۵۱، اکمال تہذیب الکمال للمغلطائی**)، اس وجہ سے بھی ان کی کنیت ''ابوعلی'' ہوسکتی ہے۔

لہذا اقوی احتمال ہے کہ یہاں اس روایت میں ابوعلی سے مراد عبداللہ بن شدادؓ (م ۸۱ھ) ہیں اور اثری صاحب کا ان روایات کو امام صاحب کے سوءِ فہم وحفظ کو ثابت کرنے کے لئے پیش کرنا باطل ومردود ہے۔

__اعتراض نمبر ۳:__ (**حدیث الضحک** کی روایت پر امام دارقطنیؒ اور امام ابن عدیؒ کا اعتراض)

اثری صاحب کہتے ہیں کہ

اسی طرح حدیث الضحک کی روایت کو امام صاحبؒ نے منصور عن الحسن عن معبد کے طریق سے بیان کیا ہے۔ ان کے برعکس غیلان بن جامع اور ہشیم بن بشیر اسے منصور عن ابن سیرین عن معبد کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں۔ امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ منصور کی روایت میں امام ابوحنیفہؒ کو وہم ہوا ہے۔

نیز یہ بھی فرماتے ہیں کہ وہ دونوں (غیلانؒ و ہشیمؒ) ابوحنیفہؒ سے اسناد کو زیادہ یاد رکھنے والے تھے۔ (**توضیح الکلام: ص ٩٥۴**)

الجواب:

اولاً　　شاید اثری صاحب نے امام دارقطنیؒ (م ٣٨٥؁ھ) کا یہ اعتراض جلد بازی میں نقل کیا ہے۔ سب سے پہلے امام ابوحنیفہؒ (م ١٥٠؁ھ)، امام ہشیم بن بشیرؒ (م ١٨٣؁ھ)، قاضی غیلان بن جامع (م ١٣٢؁ھ) وغیرہ کی امام منصور بن زاذانؒ (م ١٢٩؁ھ) سے مروی روایات پیش خدمت ہے:

ابوحنیفۃ عن منصور کی روایات:

- ثقہ، حافظ، امام ابوعبداللہ، محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م ١٨٩؁ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا منصور بن زاذان، عن الحسن البصري، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: بينما هو في الصلاة إذ أقبل رجل أعمى من قبل القبلة يريد الصلاة، والقوم في صلاة الفجر، فوقع في زبية، فاستضحك بعض القوم حتى قهقه، فلما فرغ رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: من كان قهقه منكم فليعد الوضوء والصلاة۔

(کتاب الآثار بروایت محمد: ج١: ص١٧٩)[١]

- حافظ خلیلیؒ (م ۴۴٦؁ھ) نے کہا:

حدثنا أحمد بن محمد بن الحسين الحافظ ثنا عيسى بن محمد بن أبي يزيد ثنا عبد الصمد بن الفضل ثنا مكي بن إبراهيم عن أبي حنيفة عن منصور بن زاذان عن الحسن عن معبد الجهني قال بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي إذ أقبل أعمى فوقع في بئر فاستضحك بعضُ القوم فأمر النبي صلى الله عليه وسلم مَن ضَحِك أن يعيد الوضوء والصلاة۔ (الحديث القهقهة وعلله للخليلي [مخطوطة]: ص٢، المكتبة الظاهرية، دمشق)[٢]

---

(١)　ثقہ، حافظ الحدیث، امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م ١٨٩؁ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ١٣: ص ١**۔ امام ابوحنیفہؒ (م ١٥٠؁ھ) بھی ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (**دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ١٧: ص ١٦**)، منصور بن زاذانؒ (م ١٢٩؁ھ) بھی ثقہ، ثبت، زاہد ہیں۔ (**تقریب: رقم ٦٨٩٨**)، حسن بصریؒ (م ١١٠؁ھ) مشہور ثقہ، حافظ، زاہد، فقیہ، فاضل ہیں۔ (**تقریب**)، لہذا یہ سند مرسل ہے۔ واللہ اعلم،

(٢)　حافظ خلیلیؒ (م ۴۴٦؁ھ) بالاتفاق ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج٩: ص ٦٨١**)، ان کے شیخ احمد بن محمد بن الحسین، ابو العباس الضریرؒ (م ٣٩٩؁ھ) بھی ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج٢: ص٧**)، عیسی بن محمد بن ابی یزیدؒ (م ٣١٣؁ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج٧: ص ۴٦٣**)، عبدالصمد بن فضل البلخیؒ (م ٢٨٣؁ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج٦: ص**

- ثقہ، عادل، حافظ طلحہ بن محمد الشاہدؒ (م ۳۸۰ھ) نے کہا:

(عن) صالح بن أحمد (عن) شعيب بن أيوب (عن) أبي يحيى الحماني (عن) أبو حنيفة (عن) منصور بن زاذان (عن) الحسن (عن) معبد بن صبيح رضي الله عنه (عن) النبي صلى الله عليه وآله وسلم أنه كان في الصلاة فأقبل أعمى يريد الصلاة فوقع في زبية فضحك بعض القوم حتى قهقه فلما انصرف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال من كان قهقه فليعد الوضوء والصلاة۔ (جامع المسانيد للخوارزمي: ج۱: ص ۲۴۷-۲۴۸)[۱]

---

(۳۶۱)، مکی بن ابراہیمؒ (م ۲۱۵ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت ہیں۔ (تقریب: رقم ۶۸۷۷)، منصور بن زاذانؒ (م ۱۲۹ھ) اور حسن بصریؒ (م ۱۱۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔ معبد الجہنیؒ کے بارے میں تفصیل درج ذیل ہیں:

معبد الجہنیؒ سے مراد کون ہے؟؟؟

اکثر ائمہ مثلاً ابن عدیؒ، دارقطنیؒ، بیہقیؒ کے نزدیک اس سے مراد، مبتدع راوی، معبد بن خالد الجہنی البصری القدری ہے۔ لیکن راجح قول میں اس سے مراد معبد بن صبیح الجہنیؓ ہیں، جن کا ذکر حافظ ابو احمد العسکریؒ (م ۳۸۲ھ) نے ''كتاب الصَّحابة'' میں کیا ہے۔ (كتاب الصَّحابة للعسكري بحوالہ الإنابة إلى معرفة المختلف فيهم من الصحابة للمغلطائي: ج ۲: ص ۱۹۲، ۲۶۵)، کیونکہ یہاں اس سند میں اگرچہ معبد الجہنی موجود ہے، لیکن حافظ طلحہ بن محمد الشاہدؒ (م ۳۸۰ھ) کی روایت میں بطریق ''أبي يحيى الحماني (عن) أبي حنيفة'' میں معبد بن صبیح کی تصریح موجود ہے، (جامع المسانيد للخوارزمي: ج ۱: ص ۲۴۷-۲۴۸)، اسی طرح اسد بن عمروؒ (م ۱۹۸ھ) کی روایت میں بھی معبد بن صبیح کا ذکر ہے۔ (معرفة الصحابة لابي نعيم: ج ۵: ص ۲۵۲۹، جامع المسانيد للخوارزمي: ج ۱: ص ۲۴۸)، لہذا جب خود سند میں ہی راوی کا تعین ہوگیا ہے، تو راجح وہی ہوگا، اس لئے معبد الجہنی سے مراد معبد بن صبیح الجہنیؓ ہی ہیں۔ واللہ اعلم اور وہ تابعی ہیں، حافظ ابو احمد العسکریؒ (م ۳۸۲ھ) نے کسی امام سے ان کی توثیق بھی نقل کی ہے۔ (بحوالہ الإنابة إلى معرفة المختلف فيهم من الصحابة للمغلطائي: ج ۲: ص ۱۹۲، ۲۶۵)، خلاصہ یہ کہ معبد بن صبیح الجہنیؒ صدوق ہیں اور صحابی نہیں ہیں، لہذا یہ سند بھی مرسل ہے۔ واللہ اعلم

(۱) حافظ طلحہ بن محمد الشاہدؒ (م ۳۸۰ھ) ثقہ، عادل ہیں۔ (دیکھئے ص: ۶)، صالح بن احمد بن ابی مقاتلؒ (م ۳۱۶ھ) پر کلام ہے، لیکن ان کے متابع میں صدوق، قاضی عمر بن الحسن الاشنانیؒ (م ۳۳۹ھ) نے بھی اسد بن عمروؒ (م ۱۹۰ھ) سے یہی روایت نقل کی ہے۔ دیکھئے **جامع المسانيد للخوارزمي: ج ۱: ص ۲۴۸، مسند ابی حنیفۃ لابن خسرو: ج ۲: ص ۸۰۳**، نیز دیکھئے **الكامل لابن عدي: ج ۴: ص ۱۰۲، مجلہ الاجماع: ش ۱۸: ص ۲۷**۔ لہذا اس روایت میں صالح بن محمد بن ابی مقاتلؒ (م ۳۱۶ھ) پر کلام فضول و بیکار ہے۔ شعیب بن ایوبؒ (م ۲۶۱ھ) سنن ابوداود کے راوی اور صدوق ہیں۔ (تقریب: رقم ۲۷۹۴)، ابو یحیی الحمانیؒ (م ۲۰۲ھ) صحیحین کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۳۷۷۱)، باقی رواۃ کی توثیق گزر چکی۔

- حافظ ابو نعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰؁ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا أبو محمد بن حيان، ثنا سلم بن عصام، عن عمه محمد بن المغيرة، ثنا الحكم عن زفر، عن أبي حنيفة، عن منصور بن زاذان ح، وثنا محمد بن إبراهيم، ثنا إسحاق بن إبراهيم، ثنا إسماعيل بن محمد، ثنا مكي بن إبراهيم، ثنا أبو حنيفة، عن منصور بن زاذان، كلهم قال: عن الحسن، عن [معبد بن] ابی معبد، عن النبي صلى الله عليه وسلم، بينما هو في الصلاة إذ أقبل أعمى يريد الصلاة، فوقع في روية فاستضحك بعض القوم، حتى قهقه، فلما انصرف قال النبي صلى الله عليه وسلم: من كان منكم قهقه فليعد الوضوء والصلاة۔ (مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۲۲۲-۲۲۳)[1]

---

(۱) اس روایت کی دونوں سندوں کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، امام بونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰؁ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ پہلی سند میں ابو محمد ابن حیانؒ سے مراد ان کے مشہور شیخ، امام ابوالشیخ الاصبہانیؒ (م ۳۶۹؁ھ) ہیں جن کی توثیق گزر چکی۔ سلم بن عصام الاصبہانیؒ (م ۳۰۸؁ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**ارشاد القاصی والدانی: ص ۳۲۳**)، باقی روات ابو عبد اللہ، محمد بن المغیر ۃ بن سلم الاصبہانیؒ (م ۲۳۱؁ھ)، الحکم بن ایوبؒ الاصبہانیؒ، امام زفر بن ھزیلؒ (م ۱۵۸؁ھ)، امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) وغیرہ کی توثیق گزر چکی ہے۔ (**دیکھئے ص: ۷**)، منصور بن زاذانؒ (م ۱۲۹؁ھ) بھی ثقہ، ثبت، زاہد ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۸۹۸**)، حسن بصریؒ (م ۱۱۰؁ھ) مشہور ثقہ، حافظ، زاہد، فقیہ، فاضل ہیں۔ (**تقریب**)، معبد بن ابی معبد الخزاعیؓ بھی صحابی صغیر ہیں۔ (**الاصابۃ: ج ۶: ص ۱۳۳**)،

<u>**نوٹ:**</u>

حافظ ابن الاثیر الجزریؒ (م ۶۳۰؁ھ) نے بھی کہا: کہ "**أخرجه ابن منده، وَأَبُو نعيم، فقالا: معبد بْن أَبِي معبد الخزاعي**"۔ (**اسد الغابۃ لابن الاثیر: ج ۵: ص ۲۱۱، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت**)، لہذا یہاں اس روایت میں معبد بن ابی معبد الخزاعیؓ ہی ہیں۔

دوسری سند میں امام ابو نعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰؁ھ) کے شیخ محمد بن ابراہیم بن علی سے مراد مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، محدث ابن المقریؒ (م ۳۸۱؁ھ) ہیں۔ (**مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۲۲، تاریخ اصبہان: ج ۲: ص ۲۶۷-۲۶۸**)، اسحاق بن ابراہیم بن شاذانؒ بھی صدوق ہیں۔ (**معجم ابن المقری: ص ۲۱۴**) کیونکہ ان سے امام الطبرانیؒ (م ۳۶۰؁ھ)، حافظ ابن المقریؒ (م ۳۸۱؁ھ)، صدوق، شیخ، ابو جعفر محمد بن عمر بن حفصؒ (م ۳۳۰؁ھ)، ثقہ راوی ابو محمد، عبد اللہ بن محمد بن الحسین بن الصباحؒ (م ۳۲۴؁ھ) وغیرہ نے روایت لی ہے۔ (**ارشاد القاصی والدانی: ص ۲۰۵، سیر: ج ۱۵: ص ۲۷۱، الدلیل المغنی: ص ۲۵۳**) اور حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸؁ھ) نے ان کو تذکرۃ الحفاظ میں شمار کیا ہے۔ (**تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج ۲: ص ۱۱۱**)، اور حافظ ہیثمیؒ (م ۸۰۷؁ھ) نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (**مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۳۲۰۸، المعجم الاوسط للطبرانی: حدیث نمبر ۷۶۰۹، نیز دیکھئے مجمع الزوائد: ج ۱: ص ۸**)، اسماعیل بن محمد الفسویؒ (م ۲۸۲؁ھ) ثقہ ہیں۔ (**مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۱۴۶، تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۷۲۱**)، مکی بن ابراہیمؒ (م ۲۱۵؁ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (**تقریب:**

- ثقہ، حافظ الحدیث، امام ابوعبداللہ، ابن خسروؒ (م ۵۲۲ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا الشيخ أبو الفضل أحمد بن الحسن بن خيرون قال: أخبرنا خالي أبو علي قال: حدثنا أبو عبد الله بن العلاف قال: أخبرنا القاضي عمر بن الحسن الأشناني قال: أخبرنا إسماعيل بن محمد بن أبي كثير القاضي قال: حدثنا مكي بن إبراهيم قال: حدثنا أبو حنيفة، عن منصور بن زاذان، عن الحسن، عن معقل بن يسار: أن معبداً قال: بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم في الصلاة إذ أقبل أعمى يريد الصلاة فوقع في زبية فاستضحك بعض القوم حتى قهقه، فلما انصرف النبي صلى الله عليه وسلم قال: من ضحك منكم قهقهة فليعد الوضوء۔ (مسند الامام ابی حنیفۃ لابن خسرو: ج ۲: ص ۸۰۲)[1]

رقم ۷۷۸۶)، باقی رواۃ کی توثیق گزر چکی۔

<u>**نوٹ نمبر ۱:**</u>

مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم میں معبد بن ابی معبد کے بجائے ابی سعید آ گیا ہے۔ اور ایسا ہی **مجلہ الاجماع: ش ۴: ص، ش ۶: ص ۹**، میں لکھا گیا تھا۔ لیکن وہ کاتب کی غلطی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ دیگر ائمہ نے جب اس روایت کو ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) سے ذکر کیا، تو معبد بن ابی معبد ہی نقل کیا ہے۔ (**الاصابہ لابن حجر: ج ۶: ص ۲۸۸، اسد الغابۃ لابن الآثیر: ج ۵: ص ۲۱۱ طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت**)، لہذا صحیح معبد بن ابی معبد ہے۔ واللہ اعلم،

<u>**نوٹ نمبر ۲:**</u>

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم کی اس روایت میں معبد بن ابی معبد الخزاعیؓ ہی ہیں، لیکن حسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ) کا ان سے سماع ثابت نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے یہاں ''عنعنہ'' سے روایت نقل کی ہے، مگر مسند ابی حنیفۃ لابن خسرو کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہاں پر معقل بن یسارؓ سے تدلیس کی ہے، (**مسند الامام ابی حنیفۃ لابن خسرو: ج ۲: ص ۸۰۲**) لہذا جب درمیان میں معقل بن یسارؓ موجود ہیں، تو یہ سند متصل ہوگی۔ واللہ اعلم

(۱) حافظ ابن خسروؒ (م ۵۲۲ھ) کی توثیق گزر چکی۔ ابوالفضل ابن خیرونؒ (م ۴۸۸ھ) بھی ثقہ، ثبت، حافظ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۱: ص ۳۰۹، لسان المیزان: ج ۱: ص ۴۳۴، ت ابوغدۃ**)، ابوعلی ابن شاذانؒ (م ۴۲۶ھ) بھی ثقہ، مکثر، حافظ ہیں۔ (**السَلسَبِیلُ النَقِي في تراجِمِ شیوخ البیهقي: ص ۳۰۱**)، ابوعبداللہ، ابن دوست العلافؒ (م ۴۰۷ھ) صدوق، حافظ الحدیث ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۹۱، التنکیل: ج ۱: ص ۴۰۷**)، حافظ عمر بن الحسن الاشنانیؒ (م ۳۳۹ھ) بھی صدوق ہیں۔ (**دیکھئے: ص ۱۱**)، اسماعیل بن محمد بن ابی کثیر القاضیؒ (م ۲۸۲ھ) ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۴۰۷، تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۷۲۱**)، مکی بن ابراہیمؒ (م ۲۱۵ھ)،

غیلان عن منصور کی روایت:

امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) نے کہا:

حدثنا به الحسين بن إسماعيل , و محمد بن مخلد , قالا : نا محمد بن عبد الله الزهيري أبو بكر , نا يحيى بن يعلى , نا أبي , نا غيلان , عن منصور الواسطي هو ابن زاذان , عن ابن سيرين , عن معبد الجهني , قال : كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي الغداة فجاء رجل أعمى وقريب من مصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بئر على رأسها جلة , فجاء الأعمى يمشي حتى وقع فيها , فضحك بعض القوم وهم في الصلاة , فقال النبي صلى الله عليه وسلم بعدما قضى الصلاة : من ضحك منكم فليعد الوضوء وليعد الصلاة ۔ (سنن الدارقطنی: حدیث نمبر ۶۲۳)[۱]

ہشیم عن منصور کی روایت:

امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) نے کہا:

حدثنا أحمد بن عبد الله بن محمد الوكيل , نا الحسن بن عرفة , حدثنا هشيم , عن منصور , عن ابن سيرين , وعن خالد الحذاء , عن حفصة , عن أبي العالية ح وحدثنا الحسين بن إسماعيل , ثنا زياد بن أيوب , نا هشيم , نا منصور , عن ابن سيرين , وخالد , عن حفصة , عن أبي العالية , أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يصلي فمر رجل في بصره سوء على بئر عليها خصفة فوقع فيها , فضحك من كان خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم , فلما قضى صلاته قال : من كان منكم ضحك فليعد الوضوء والصلاة لفظ زياد ۔ (سنن الدارقطنی: حدیث نمبر ۶۲۴)

روایات کے سند ومتن کے ذکر کے بعد عرض ہے کہ

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ)، منصور بن زاذانؒ (م ۱۲۹ھ)، الحسن بن ابی الحسن یسار البصریؒ (م ۱۱۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔ معقل بن یسار المزنی البصریؒ (م بعد ۶۰ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (تقریب)، معبد بن ابی معبد الخزاعیؓ بھی صحابی رسول ﷺ ہیں۔

معلوم ہوا کہ مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم کی روایت میں معبد بن ابی معبدؓ اور حسن بصریؒ کے درمیان معقل بن یسارؓ (م بعد ۶۰ھ) کا واسطہ موجود تھا، جس کو حسن بصریؒ (م ۱۱۰ھ) نے تدلیس کے ذریعہ سے، اس سند میں ذکر نہیں کیا۔ خیر مسند الامام ابی حنیفۃ لابن خسرو کی یہ سند حسن اور متصل ہے۔ واللہ اعلم

(۱) اس سند میں معبد الجہنی سے مراد صدوق راوی معبد بن صبیح الجہنیؒ ہیں، جس کی تفصیل گزر چکی۔ (دیکھئے ص: ۱۰) نہ کہ راس القدریہ معبد بن خالد الجہنی (م ۸۰ھ) جیسا کہ بعض ائمہ نے کہا۔

(۱)　اثری صاحب نے امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) سے یہ اعتراض جلد بازی میں نقل کیا کہ اسی طرح حدیث الضحک کی روایت کو امام صاحبؒ نے منصور عن الحسن عن معبد کے طریق سے بیان کیا ہے۔ان کے برعکس غیلان بن جامع اور ہشیم بن بشیر اسے منصور عن ابن سیرین عن معبد کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں۔(توضیح: ص ۹۵۴)، جب کہ قارئین آپ نے دیکھا کہ ہشیم بن بشیرؒ (م ۱۸۳ھ) نے اس کو "عن منصور، عن ابن سیرین، وعن خالد الحذاء، عن حفصة، عن أبي العالية" کی سند سے ذکر کیا ہے۔جیسا کہ سند ومتن گزر چکا۔لہذا یہاں پر اثری صاحب سے خطاء ہوئی ہے۔

(۲)　حافظ ابن الترکمانیؒ (م ۷۵۰ھ) کہتے ہیں [جس کا خلاصہ یہ ہے] کہ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) نے یہ حدیث "۳" سندوں سے ذکر کی ہے۔

۱-　"ابو حنيفة عن منصور عن الحسن مرسلا"، جیسا کہ حسن بن زیادؒ (م ۲۰۴ھ) نے ان سے روایت کیا ہے۔[۱]

۲-　"ابو حنيفة عن منصور عن الحسن عن معبد بن صبيح"، جیسا کہ اسد بن عمروؒ (م ۱۹۰ھ) نے نقل کیا ہے۔[۲]

۳-　"ابو حنيفة عن منصور عن الحسن عن معقل بن يسار عن معبد"، جیسا کہ امام مکی بن ابراہیمؒ (م ۲۱۵ھ) نے امام صاحبؒ سے نقل کیا ہے۔[۳]

اور یہ تیسری سند جید اور متصل ہے، کیونکہ اس میں معبد سے مراد معبد بن ابی معبد الخزاعی موجود ہیں، جیسا کہ ابن مندہؒ کی کتاب معجم الصحابۃ میں صراحت موجود ہے۔(الجوھر النقی: ج ۱: ص ۱۴۵-۱۴۶)، [۴]

---

(۱)　امام الحسن بن زیادؒ (م ۲۰۴ھ) کی طرح، امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م ۱۸۹ھ) نے امام صاحبؒ سے یہی حدیث مرسلاً نقل کی ہے، جس کی تفصیل ص: ۹ پر موجود ہے۔

(۲)　اسد بن عمروؒ (م ۱۹۰ھ)، کی طرح، صدوق، امام ابو یحیی الحمانیؒ (م ۲۰۲ھ) نے بھی امام صاحبؒ سے یہی حدیث، صدوق راوی معبد بن صبیح الجہنیؒ کے طریق سے، مرسلاً نقل کی ہے، جس کی تفصیل ص: ۱۰ پر موجود ہے۔

(۳)　یہ روایت مسند الامام ابی حنیفۃ لابن خسرو: ج ۲: ص ۸۰۲ پر حسن اور متصل سند کے ساتھ موجود ہے، جس کی تفصیل ص: ۱۲ پر موجود ہے۔واللہ اعلم

(۴)　امام ابن مندہؒ (م ۳۹۵ھ)، کے علاوہ امام ابو نعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ)، حافظ ابن الاثیر الجزریؒ (م ۶۳۰ھ) وغیرہ کے نزدیک بھی، اس روایت میں "معبد" سے مراد معبد بن ابی معبد الخزاعیؓ ہیں۔(الجوھر النقی: ج ۱: ص ۱۴۵-۱۴۶، معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم: ج ۵: ص ۲۵۲۹، اسد الغابۃ لابن الاثیر: ج ۵: ص ۲۱۱)، صدوق، حافظ عبد الباقی بن قانعؒ (م ۳۵۱ھ) نے بھی ان کو "معجم الصحابۃ" میں شمار کیا ہے۔(ج ۳: ص ۹۶)، محدث عینیؒ (م ۸۵۵ھ)، امام ابن الہمامؒ (م ۸۶۱ھ) نے بھی "معبد" سے مراد معبد بن ابی معبد الخزاعیؓ لیا ہے۔(فتح القدیر

یعنی امام ابوحنیفہؒ کی تمام روایات میں تطبیق اس طرح ہوگی کہ امام صاحبؒ کو یہ روایت منصور عن حسن بصری کی سند سے ''۳'' طرح سے ملی تھی۔

- ''ابو حنیفۃ عن منصور عن الحسن مرسلا''،
- ''ابو حنیفۃ عن منصور عن الحسن عن معبد بن صبیح''،
- ''ابو حنیفۃ عن منصور عن الحسن عن معقل بن یسار عن معبد''،

معلوم ہوا کہ غیلان بن جامعؒ (م ۱۳۲ھ) کی روایت کی طرح، امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) نے یہی روایت ''**عن منصور عن الحسن عن معبد بن صبیح الجھنی**'' سے نقل کی ہے، جیسا کہ تفصیل گزر چکی، لہذا امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) نے غیلان بن جامعؒ (م ۱۳۲ھ) کی روایت کی موافقت کی ہے، نہ کہ مخالفت۔ البتہ امام صاحبؒ نے ''**عن منصور عن الحسن**'' کی طریق سے ''۲'' اور سندیں بھی ذکر کی ہیں۔ لہذا یہ زیادتی ہوئی، نہ کہ مخالفت۔ اور ثقہ، حافظ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔ لہذا امام صاحبؒ کی باقی ''۲'' سندیں بھی مقبول ہیں۔ واللہ اعلم

(۳) جب غیلان بن جامعؒ (م ۱۳۲ھ) اور ہشیم بن بشیرؒ (م ۱۸۳ھ) ہی اس روایت کو منصور بن زاذانؒ (م ۱۲۹ھ) سے نقل کرنے میں متفق نہیں ہیں، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔ تو امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کا امام صاحبؒ کی روایت پر اعتراض وزن دار باقی نہیں رہا۔ کیونکہ جن روایات کی بنیاد پر وہ اعتراض فرما رہے ہیں، ان روایات میں ہی اختلاف ہے۔ پھر غیلان بن جامعؒ (م ۱۳۲ھ) اور امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کی روایت میں کوئی اختلاف نہیں ہے، بلکہ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) نے غیلان بن جامعؒ (م ۱۳۲ھ) کی روایت کی موافقت کی ہے، نہ کہ مخالفت۔ البتہ امام صاحبؒ نے یہ حدیث ''**عن منصور عن الحسن**'' کی طریق سے ''۲'' اور سندیں بھی ذکر کی ہے، جس کی تفصیل اوپر گزر چکی، لہذا جب ان دونوں حضرات [یعنی ہشیمؒ، غیلانؒ] کی روایت منصورؒ (م ۱۲۹ھ) سے اس لئے صحیح ہوسکتی ہے۔ کیونکہ وہ دونوں حضرات ثقہ ہیں۔ تو امام صاحبؒ کی یہ روایت، دیگر ''۲'' سندوں کی طریق سے بھی کیوں کر صحیح نہیں ہوسکتی؟ جب کہ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) بھی ثقہ، امام، فقیہ، حافظ الحدیث، ثبت، متقن اور تدلیس سے پاک ہیں۔

لہذا غیلانؒ اور ہشیم بن بشیرؒ کی روایات کی طرح، امام صاحبؒ کی یہ روایت، دیگر ''۲'' سندوں سے بھی صحیح ہے اور امام

لابن الھمام: ج۱: ص۵۱، البنایۃ شرح الھدایۃ: ج۱: ص۲۹۲)، محدث ملا علی قاریؒ (م ۱۰۱۴ھ) کہتے ہیں کہ ''مَعْبدٌ ھذا ھو الخُزَاعي''۔ (فتح باب العنایۃ بشرح النقایۃ: ج۱: ص۴۹)، اور سب سے مضبوط دلیل یہ ہے کہ خود مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم کی سند میں معبد بن ابی معبدؓ کی تصریح موجود ہے، جس کی تفصیل گزر چکی۔ لہذا یہاں اس روایت میں ''معبد'' سے مراد معبد بن ابی معبد الخزاعیؓ ہی ہیں۔ واللہ اعلم

دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کا اعتراض نہ قوی ہے اور نہ صحیح۔ واللہ اعلم

اعتراض نمبر ۴: (حافظ ابوعلیؒ (م ۳۴۹ھ) کا اعتراض)

اثری صاحب کہتے ہیں کہ

امام حاکمؒ نے تو اسی معرفۃ علوم الحدیث: ص ۱۵۰ میں ایک روایت امام ابوحنیفہ کے واسطہ سے نقل کی ہے جسے وہ ''الزهري، عن سبرة بن الربيع الجهني، عن أبيه'' کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں۔ امام حاکمؒ یہی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ حافظ ابوعلیؒ فرماتے ہیں کہ اس میں ابوحنیفہؒ سے تصحیف ہوئی ہے کہ امام زہریؒ سے ان کے تمام تلامذہ اسے بالاتفاق ''الربيع بن سبرة، عن أبيه'' کی سند سے ذکر کرتے ہیں۔ (**توضیح الکلام: ص ۹۵۵**)

الجواب:

صاحب المستدرک، ابوعبداللہ الحاکمؒ (م ۴۰۵ھ) نے اس کی سند یوں ذکر کی ہے:

قال الحاكم: أخبرني أبو علي الحافظ قال: أخبرنا يحيى بن علي بن محمد الحلبي بحلب، قال: ثنا جدي محمد بن إبراهيم بن أبي سكينة، قال: ثنا محمد بن الحسن الشيباني، قال: حدثنا أبو حنيفة، عن محمد بن شهاب الزهري، عن سبرة بن الربيع الجهني، عن أبيه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: نهى عن متعة النساء يوم فتح مكة۔ (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم: ص ۱۵۰)

یہ اعتراض نہیں، بلکہ ثقہ، امام، حافظ ابوعلی النیسا پوریؒ (م ۳۴۹ھ) کا تشدد ہے، کیونکہ اس روایت میں ''الزهري، عن سبرة بن الربيع الجهني، عن أبيه'' کا ذکر محمد بن ابراہیم بن ابی سکینہؒ کی خطاء کا نتیجہ ہے، نہ کہ امام صاحبؒ اس کے ذمہ دار ہیں اور ثقات کی روایت میں امام صاحبؒ نے ''عن الزهري عن رجل من آل سبرة عن سبرة'' اور ''عن الزهري عن ابن سبرة عن أبيه'' کہا ہے۔[۱] جیسا کہ حافظ کمال الدین عمر بن احمد ابن العدیم العقیلیؒ (م ۶۶۰ھ) نے وضاحت کیا ہے۔ (**بغیۃ الطلب فی تاریخ الحلب لابن العدیم: ج ۶: ص ۲۷۱۰-۲۷۱۱**)،

ان کے الفاظ یہ ہیں:

قلت: هذا القول تحامل من أبي علي الحافظ ومن الحاكم أبي عبد الله على أبي حنيفة رضي الله عنه، حيث نسب الخطأ في ذلك إلى أبي حنيفه، ولم ينسبه الى من هو دونه فإن يحيى بن علي بن محمد الحلبي رواه عن جده

---

(۱) ان دونوں روایتوں کی تحقیق آگے آرہی ہے۔ (دیکھئے ص: ۲۰)

محمد بن ابراهيم بن أبي سكينة الحلبي عن محمد بن الحسن عن أبي حنيفة، فلم اختص أبو حنيفه بالخطإدون هؤلاء، وقد ذكر أبو محمد بن حيان البستي أن محمد بن ابراهيم بن أبي سكينة ربما أخطأ، فكان نسبة الخطأ إليه أولى من نسبته الى امام من أئمة المسلمين۔

وقد نظرت في مسانيد أبي حنيفة رضي الله عنه وهي مسنده الذي جمعه الحافظ أبو أحمد بن عدي، ومسنده الذي جمعه الحافظ أبو الحسين بن المظفر، ومسنده الذي جمعه أبو القاسم طلحة بن محمد بن جعفر الشاهد، ومسنده الذي جمعه أبو نعيم الحافظ ومسنده الذي جمعه أبو عبد الله الحسين بن محمد بن خسرو البلخي وذكر في كل منها ما أسنده أبو حنيفة رضي الله عنه عن محمد بن مسلم بن شهاب الزهري، وذكروا حديث متعة النساء، فمنه ما هو مروي عن محمد بن الحسن عن أبي حنيفة عن الزهري عن محمد بن عبيد الله عن سبرة الجهني عن النبي صلى الله عليه وسلم، ومنه ما رواه أيوب بن هانيء وشعيب ابن اسحاق والصلت بن الحجاج كلهم عن أبي حنيفة عن الزهري عن محمد بن عبيد الله عن سبرة عن النبي صلى الله عليه وسلم، ومنه ما رواه القاسم بن الحكم عن أبي حنيفة عن الزهري عن ابن سبرة عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم، ومنه ما رواه سعيد بن سالم عن أبي حنيفة عن الزهري عن رجل من آل سبرة عن سبرة، ولم يذكر أحد منهم في طريق من طرق الحديث المشار إليه رواية أبي حنيفة عن سبرة بن الربيع عن أبيه فبان بذلك أن الخطأ إنما وقع من محمد بن ابراهيم أو من ابن بنته يحيى أو أنه وقع الخطأ من كاتب النسخة التي لأبي علي الحافظ فنسبة ذلك الى أبي حنيفة رضي الله عنه تحامل وظلم وعدوان۔ (**بغیۃ الطلب فی تاریخ الحلب لابن العدیم: ج۶: ص۲۷۱۰-۲۷۱۱**)،

لہذا حافظ ابوعلی النیساپوریؒ (م **۳۴۹ھ**) کا یہ اعتراض تشدد پر مبنی اور باطل ہے۔

اعتراض نمبر ۵: (حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م **۴۳۰ھ**) کا اعتراض)

اثری صاحب لکھتے ہیں کہ

یہی نہیں، امام محمد نے کتاب الآثار (ص **۹۳**) میں یہی روایت [یعنی حدیث نهی عن متعة النساء] امام ابوحنیفہ سے بواسطہ محمد بن شہاب الزہری عن محمد بن عبیداللہ عن سبرۃ الجہنی بیان کی ہے اور یہی روایت علامہ الخوارزمی نے جامع المسانید (ص ۸۸، ۱۳۲، ج ۲) میں بھی ذکر کی ہے۔ جس میں محمد بن عبیداللہ کی جگہ محمد بن عبداللہ ہے۔ مگر وہ غلط ہے۔ صحیح محمد بن عبیداللہ ہی ہے اور وہ مجہول ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے الایثار میں نقل کیا ہے۔ یہی روایت امام ابونعیم نے بھی مسند ابی حنیفہ (ص ۳۹) میں ذکر کی ہے اور کہا ہے

کہ زہریؒ، سبرہ کے مابین محمد بن عبید اللہ کا واسطہ ذکر کرنے میں امام ابوحنیفہؒ کی جم غفیر نے مخالفت کی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد انھوں نے معمرؒ، ابن عیینہؒ، عقیلؒ، یونسؒ، اسماعیل بن امیہؒ وغیرہ کی روایات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ انہوں نے اسے امام زہریؒ سے "الربیع بن سبرة، عن أبيه" سے روایت کیا ہے۔ گو امام ابوحنیفہؒ کبھی اسے امام زہریؒ سے "سبرة بن الربيع الجهني، عن أبيه" سے روایت کرتے ہیں اور کبھی "محمد بن عبيد الله عن سبرة" کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں اور امام زہریؒ سے ان کے باقی تلامذہ اسے "الربيع بن سبرة، عن أبيه" کی سند سے ذکر کرتے ہیں۔ (**توضیح الکلام: ص ۹۵۵**)

الجواب:

اثری صاحب نے اپنی عبارت میں "۳" باتیں کہی ہیں:

(۱)　حدیث نهى عن متعة النساء کو امام ابوحنیفہؒ نے "الزهری عن محمد بن عبيد الله عن سبرة" کی سند سے بیان کیا ہے اور اس سند میں محمد بن عبید اللہ مجہول ہے۔

(۲)　اس سند میں محمد بن عبید اللہ کا واسطہ ذکر کرنے میں امام ابوحنیفہؒ کی جم غفیر نے مخالفت کی ہے۔ چنانچہ معمرؒ، ابن عیینہؒ، عقیلؒ، یونسؒ، اسماعیل بن امیہؒ وغیرہ نے یہ حدیث کو امام زہریؒ سے "الربيع بن سبرة، عن أبيه" سے روایت کیا ہے۔

(۳)　امام ابوحنیفہؒ کبھی اسے امام زہریؒ سے "سبرة بن الربيع الجهني، عن أبيه" سے روایت کرتے ہیں اور کبھی "محمد بن عبيد الله عن سبرة" کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں۔

ترتیب سے ان تمام باتوں کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

پہلی بات کا جواب:

حدیث نهى عن متعة النساء کو امام ابوحنیفہؒ نے "الزهری عن محمد بن عبيد الله عن سبرة" کی سند سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا أبو حنيفة، عن محمد بن شهاب الزهري، عن محمد بن عبيد الله، عن سبرة الجهني رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم، أنه نهى عن متعة النساء يوم فتح مكة۔ (**کتاب الآثار بروایت امام محمد: ج ۱: ص ۴۰۶**)

اور اس سند میں موجود محمد بن عبید اللہؒ مجہول نہیں، بلکہ اس سے مراد ثقہ راوی، ابوعون، محمد بن عبید اللہ الکوفیؒ (م ۱۱۶ھ) ہیں۔ کیونکہ صدوق، قاضی عمر بن الحسن الاشنانیؒ (م ۳۳۹ھ) فرماتے ہیں کہ

عن أحمد بن محمد بن مقاتل الرازي (عن) إدريس بن إبراهيم (عن) الحسن بن زياد (عن) أبي حنيفة (عن)

أبي عون محمد بن عبد الله (عن) ابن سبرة (عن) أبيه أن النبي صلى الله عليه و آله و سلم نهى عام فتح مكة عن متعة النساء ۔ (**مسند ابی حنیفۃ للقاضی الاشانی** بحوالہ **جامع المسانید للخوارزمی: ج ۲: ص ۱۳۰**)[۱]

اور ابوعون، محمد بن عبید اللہ الکوفیؒ (م ۱۱۶ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ راوی ہے۔ (**تقریب: رقم ۶۱۰۷**)، لہذا ان کو مجہول کہنا، باطل و مردود ہے۔

دوسری بات کا جواب:

حدیث **نھی عن متعۃ النساء** کو امام زہریؒ (م ۱۲۵ھ) سے نقل کرنے میں امام صاحبؒ نے جم غفیر کی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ امام صاحبؒ نے جمہور کی طرح، حدیث **نھی عن متعۃ النساء** کو امام زہریؒ (م ۱۲۵ھ) سے "**الربیع بن سبرۃ، عن أبیہ**" کی سند

---

(۱) سند کی تحقیق:

قاضی عمر بن الحسن الاشانیؒ (م ۳۳۹ھ) صدوق ہیں۔ (**مجلہ الاجماع: ش ۱۸: ص ۲۷**)، ان کے شیخ، احمد بن محمد بن مقاتل، ابوبکر الرازیؒ سے حفاظ حدیث کی ایک جماعت نے روایت لی ہے۔ (**ارشاد القاصی والدانی: ص ۱۷۶**)، حافظ ہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) کے نزدیک آپؒ صدوق ہیں۔ (**مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۱۸۵۱۱**، **المعجم الاصغیر للطبرانی: ج ۱: ص ۸۰**، **حدیث نمبر ۱۰۳**، نیز دیکھئے **مجمع الزوائد: ج ۱: ص ۸**)، نیز آپؒ "قاضی الری" کی حیثیت سے بھی مشہور ہیں۔ (**الجواہر للقرشی: ج ۲: ص ۴۰۸**)، لہذا آپؒ صدوق ہیں۔

ابو یونس ادریس بن ابراہیم الرازیؒ سے ایک جماعت مثلاً عبد اللہ بن عبید اللہ بن شریحؒ (م ۳۰۷ھ)، قاضی احمد بن محمد بن مقاتل، ابوبکر الرازیؒ، احمد بن جعفر بن نصر الرازیؒ (م ۳۱۴ھ)، صالح بن احمد بن ابی مقاتل المروزیؒ (م ۳۱۶ھ)، ابو اسحاق، ابراہیم بن محمد بن علی الصیرفیؒ، اسحاق بن سہل الرازی المؤذنؒ وغیرہ نے روایت لی ہے۔ (**جامع المسانید للخوارزمی: ج ۱: ص ۲۶۰، ۲۶۸، ۲۷۳**، **مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۴۱۱**)، چونکہ ادریس بن ابراہیم الرازی پر کوئی جرح نہیں ہے۔ لہذا آپؒ بھی صدوق ہیں۔ (**الاجماع: ش ۱۶: ص ۳۲**)

حسن بن زیادؒ (م ۲۰۴ھ) امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے مروی روایات میں مکثر اور حافظ تھے۔ (**الاجماع: ش ۱۹: ص ۳۰**)، لہذا وہ بھی اس روایت میں صدوق ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، ثبت، امام اور بے مثال فقیہ ہیں، جیسا کہ گزر چکا۔

لہذا یہ سند حسن ہے۔

نوٹ:

جامع المسانید للخوارزمی کی ایک اور روایت میں محمد بن عبید اللہ، ابوعون الثقفیؒ کی تصریح موجود ہے۔ (**جامع المسانید للخوارزمی: ج ۲: ص ۲۰۷**)، لہذا یہاں اس روایت میں محمد بن عبید اللہ، ابوعونؒ (م ۱۱۶ھ) ہی مراد ہے۔ واللہ اعلم

سے بھی نقل کیا ہے۔ چنانچہ صدوق، حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) نے کہا:

حدثنا محمد بن إسحاق بن عثمان السمسار البخاري، ثنا داود بن مخراق، ثنا سعيد بن سالم، عن أبي حنيفة، عن الزهري عن رجل من آل سبرة عن سبرة أن النبي صلى الله عليه و سلم نهى عن متعة النساء يوم فتح مكة۔
(مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج۱: ص۲۲۶، جامع المسانید للخوارزمی: ج۲: ص۸۸)[۱]

- اسی طرح صدوق قاضی عمر بن الحسن الاشنانیؒ (م ۳۳۹ھ) نے کہا:

(عن) الحسن بن سلام السواق (عن) عيسى بن أبان (عن) محمد بن الحسن (عن) أبي حنيفة رحمه الله عن الزهري عن رجل من آل سبرة عن سبرة أن النبي صلى الله عليه و سلم نهى عن متعة النساء يوم فتح مكة۔ (مسند ابی حنیفۃ

---

(۱) <u>سند کی تحقیق:</u>

حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔ ان کے استاد محمد بن اسحاق بن عثمان السمسار البخاریؒ سے حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) اور عمر بن حفص بن احلم البخاریؒ (م ۳۲۷ھ) نے روایت لی ہے۔ (**تاریخ دمشق لابن عساکر: ج۷: ص۵۳۷**) اور حارثیؒ نے ان سے کثرت سے [قریب ''۳۵'' سے زیادہ] روایات لی ہے۔ لہذا مکثر عنہ ہونے کی وجہ سے وہ صدوق ہیں۔ (**میزان الاعتدال**)، واللہ اعلم

نیز حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے یہی روایت اپنی مسند ابی حنیفۃ میں ذکر کی ہے، جیسا کہ حافظ کمال الدین عمر بن احمد ابن العدیم العقیلیؒ (م ۶۶۰ھ) کا حوالہ گزر چکا۔ کیونکہ ان کے ذکر کردہ دیگر مسانید ابی حنیفۃ میں یہ روایت اس سند کے ساتھ نہیں آئی ہے۔ لہذا یا تو ابن عدی نے یہی سند سے یہ روایت ذکر کی ہوگی اور دوسری سند سے۔ دونوں صورتوں میں محمد بن اسحاق بن عثمان السمسار البخاریؒ صدوق ثابت ہونگے۔ کیونکہ اگر یہی سند سے ذکر کی ہوگی، تو الکامل میں محمد بن اسحاق بن عثمان السمسار البخاری کا ترجمہ نہیں ملا، لہذا ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کی شرط کے مطابق وہ ان کے نزدیک صدوق ہونگے۔ (**الکامل: ج۱: ص۷۹**)، یا اگر دوسری سند سے ذکر کیا ہو، تو ان کے متابع میں کوئی اور راوی ہوگا، جس کی وجہ سے ان کا اس روایت میں صدوق ہونا ثابت ہو جائے گا، بہر یحال محمد بن اسحاق بن عثمان السمسار البخاری صدوق ہیں۔

داود بن مخراقؒ سنن ابو داود کے راوی اور صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ۱۸۱۲**)، سعید بن سالم القداحؒ سنن ابو داود اور نسائی کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۳۱۵**)، امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔

امام محمد بن مسلم ابن شہاب الزہریؒ (م ۱۲۵ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور ثبت، فقیہ ہیں۔ (**تقریب: ۶۲۹۶، وغیرہ**)، ''**رجل من آل سبرة**'' سے مراد الربیع بن سبرۃ الجہنیؒ صحیح مسلم اور سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۱۸۹۲**) سبرۃ الجہنیؓ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (**تقریب**)،

لہذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

للاشناني بحوالہ جامع المسانید للخوارزمي: ج۲:ص۸۹)[۱]

- صاحب المستدرک، امام ابوعبداللہ الحاکمؒ (م۴۰۵ھ) فرماتے ہیں :

أخبرني أبو علي الحافظ قال: أخبرنا يحيى بن علي بن محمد الحلبي بحلب، قال: ثنا جدي محمد بن إبراهيم بن أبي سكينة، قال: ثنا محمد بن الحسن الشيباني، قال: حدثنا أبو حنيفة، عن محمد بن شهاب الزهري، عن الربيع بن سبرة الجهني، عن أبيه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: نهى عن متعة النساء يوم فتح مكة۔ (معرفة علوم الحديث للحاكم: ص۱۵۰)[۲]

- ایک اور روایت حافظ ابومحمد الحارثیؒ (م۳۴۰ھ) نے یوں ذکر کی ہے:

قال الحارثی: أخبرنا صالح بن أحمد القيراطي، ثنا محمد بن شوكر، ثنا القاسم بن الحكم، ثنا أبو حنيفة، عن

---

(۱) <u>سند کی تحقیق:</u>

قاضی عمر بن الحسن الاشنانیؒ (م۳۳۹ھ) کی توثیق گزر چکی۔ الحسن بن سلام السواقؒ (م۲۷۷ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج۳: ص۳۶۱، سیر: ج۱۳: ص۱۹۲**)، عیسی بن ابان الفقیہؒ (م۲۲۱ھ) بھی صدوق ہیں۔ (**الجواھر المضیة للقرشی: ج۱: ص۴۰۱، الکامل لابن عدی: ج۸: ص۳۲۱، ج۱: ص۹۷، تاریخ الاسلام: ج۵: ص۶۵۱، سیر اعلام النبلاء: ج۱۰: ص۴۴۰**)، امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م۱۸۹ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور ذکی، فقیہ اور حجت ہیں۔ (**الاجماع: ش۱۳: ص۱**)، باقی رواۃ کی توثیق گزر چکی۔

لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔ واللہ اعلم

(۲) <u>سند کی تحقیق:</u>

ابوعبداللہ الحافظؒ (م۴۰۵ھ) اور ابوعلی الحافظؒ (م۳۴۸ھ)، دونوں مشہور ثقہ ائمہ حدیث میں سے ہیں۔ یحیی بن علی بن محمد الحلبیؒ بھی صدوق ہیں۔ (**ارشاد القاصی والدانی: ص۶۸۸**)، محمد بن ابراہیم بن ابی سکینہ بھی صدوق ہیں۔ (**کتاب الثقات لابن حبان: ج۹: ص۱۰۱، کتاب الثقات للقاسم: ج۸: ص۱۰۲، لسان المیزان: ج۱: ص۳۹۶**)، باقی رواۃ کی توثیق گزر چکی۔

لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔

<u>نوٹ:</u>

اس روایت کی سند میں محمد بن ابراہیم بن ابی سکینہؒ کی خطاء کی وجہ سے "**الربيع بن سبرة الجهني**" کے بجائے "**سبرة بن الربيع الجهني**" آ گیا ہے، جیسا کہ حافظ کمال الدین عمر بن احمد ابن العدیم العقیلیؒ (م۶۶۰ھ) کا حوالہ گزر چکا۔ جب کہ صحیح "**الربيع بن سبرة الجهني**" ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اوپر متن میں "**الربيع بن سبرة الجهني**" لکھا گیا ہے۔ واللہ اعلم

الزهري، عن ابن سبرة، عن أبيه، أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن متعة النساء۔ (**مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج۱: ص ۲۲۸، جامع المسانید للخوارزمی: ج۲: ص ۸۸**)[۱]

پھر ان سب کے علاوہ ائمہ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) نے حدیث **نهى عن متعة النساء** کو امام زہریؒ (م ۱۲۵ھ) سے "**الربيع بن سبرة، عن أبيه**" کی سند سے بھی نقل کیا ہے۔ چنانچہ

- ثقہ، حافظ، امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) نے کہا:

"**تفرد به أبو حنيفة عن الزهري عن محمد بن عبيد الله عنه وغيره، تفرد به عن الزهري عن الربيع بن سبرة عن أبيه**"۔ (**اطراف الغراب للدارقطنی: ج ۳: ص ۱۳۶**)

- ثقہ، حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ

لأبي حنيفة في تحريم المتعة أسانيد عشر منها الزهري، عن أنس ومنها الزهري، عن الربيع بن سبرة ومنها أبو حنيفة، عن نافع، عن ابن عمر۔

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے پاس حرمت متعہ کی "۱۰" سندیں تھی۔ ان ہی میں "**الزهري، عن أنس**"، "**الزهري، عن الربيع بن سبرة**" اور "**عن نافع، عن ابن عمر**" وغیرہ ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۲۱۶**)

لہذا حدیث **نهى عن متعة النساء** کو امام زہریؒ (م ۱۲۵ھ) سے نقل کرنے میں امام صاحبؒ نے جم غفیر کی مخالفت نہیں بلکہ موافقت کی ہے۔ البتہ چونکہ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کثیر الاسانید ہیں، [۲]، اس لئے انہوں نے حدیث **نهى عن متعة النساء** کو امام زہریؒ (م ۱۲۵ھ) سے "**الربيع بن سبرة، عن أبيه**" کی سند کے علاوہ، ایک اور سند سے بھی ذکر کی ہے۔ جس کو دیگر نے بیان نہیں

---

(۱)　<u>سند کی تحقیق:</u>

حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔ ان کے استاد صالح بن احمد القیر اطیؒ (م ۳۱۶ھ) متکلم فیہ راوی ہے۔ لیکن ان کے متابع میں قاضی عمر بن الحسن الاشنانیؒ (م ۳۳۹ھ)، یحیی بن علی بن محمد الحلبیؒ، محمد بن اسحاق بن عثمان السمسار البخاری وغیرہ صدوق روات موجود ہے، جیسا کہ روایات گزر چکی۔ لہذا اس روایت میں ان پر کلام فضول و بیکار ہے۔

محمد بن شوکر بغدادیؒ بھی ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۸: ص ۳۳۷**)، قاسم بن الحکم العرنیؒ (م ۲۰۸ھ) بھی صدوق، الحسن الحدیث ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۵۴۵۵**)، باقی روات کی توثیق گزر چکی۔

لہذا یہ روایت حسن ہے۔ واللہ اعلم

(۲)　اس کی تفصیل اگلے شمارے میں آئے گی۔

کیا۔ جیسا کہ امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) کے حوالہ سے شروع میں گزر چکا، جس کے الفاظ یہ ہیں:

قال الامام الحافظ الفقيه محمد بن الحسن الشيباني أخبرنا أبو حنيفة, عن محمد بن شهاب الزهري, عن محمد بن عبيد الله, عن سبرة الجهني رضي الله عنه, عن النبي صلى الله عليه وسلم, أنه نهى عن متعة النساء يوم فتح مكة۔ (کتاب الآثار بروایت امام محمد: ج۱: ص۴۰۶)

اور یہ زیادتی ہوئی، نہ کہ مخالفت اور ثقہ، حافظ کی زیادتی قابل قبول ہوتی ہے، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔

لہذا امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کی حدیث **نهى عن متعة النساء**، "**الزهرى عن محمد بن عبيد الله عن سبرة**" کی سند بھی سے صحیح اور مقبول ہے اور اس کو مخالفت کہنا غیر صحیح ہے۔

تیسری بات کا جواب:

اور رہا اثری صاحب کا یہ اعتراض کہ امام ابوحنیفہؒ کبھی اسے امام زہریؒ سے "**سبرة بن الربيع الجهني, عن أبيه**" سے کبھی روایت کرتے ہیں اور کبھی "**محمد بن عبيد الله عن سبرة**" کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں، تو اس کا جواب دیا جا چکا ہے کہ حاکمؒ کی سند میں "**سبرة بن الربيع الجهني**" کا ذکر، محمد بن ابراہیم بن ابی سکینہؒ کی غلطی کا نتیجہ ہے، اور صحیح "**الربيع بن سبرة الجهني**" ہے جیسا کہ دیگر طرق میں امام صاحبؒ سے ثابت ہے۔

اور چونکہ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں، لہذا ان کا حدیث **نهى عن متعة النساء** کو امام زہریؒ سے "**محمد بن عبيد الله عن سبرة**" کے واسطہ روایت کرنا، زیادتی ہے۔ جو کہ صحیح و مقبول ہے، جس کی تفصیل گزر چکی۔

لہذا یہ اعتراض بھی باطل و مردود ہے۔

اعتراض نمبر ٦: (امام صاحب کی عبد خیر عن علی کی مشہور حدیث وضو پر امام دارقطنیؒ کا اعتراض)

- اثری صاحب کہتے ہیں کہ

حضرت علیؓ سے وضوء کی روایت جو بواسطہ خالد عن عبد خیر ہے میں "**مسح راسه ثلاثا**" کو بھی محدثین نے امام صاحبؒ کا وہم قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ زائدہ بن قدامہ، سفیان، شعبہ، ابوعوانہ، شریک، ابوالاشہب، ہارون بن سعد، جعفر بن محمد، حجاج بن ارطاۃ، ابان بن تغلب، علی بن صالح، حازم بن ابراہیم، حسن بن صالح، جعفر بن الاحمر رحمہم اللہ "**مسح راسه مرة**" کے الفاظ ہی نقل کرتے ہیں۔ (**دارقطنی: ص۸۹ ج۱، ص۳۳، ط ہند، نصب الرایہ: ص۳۲ ج۱، العلل للدارقطنی: ص۱۵ ج۴، بیہقی ص۶۳ ج۱**)، امام صاحبؒ سے بھی گو "**مسح راسه مرة واحدة**" کے الفاظ مروی ہیں۔ جامع المسانید (ص۲۳۵ ج۱) مگر اس کی سند سخت ضعیف ہے،

خارجہ بن مصعب ان کا شاگرد متروک ہے۔(**توضیح الکلام:ص ۹۴۵**)

الجواب:

اولاً　　امام صاحبؒ سے گو "**مسح راسه مرة واحدة**" کے الفاظ مروی ہیں، اوراس میں خارجہ بن مصعبؒ (م ۱۶۸ھ) منفرد نہیں ہے۔ بلکہ ان کے متابع میں اسد بن عمرو الکوفیؒ (م ۲۰۸ھ)، القاسم بن الحکمؒ (م ۲۰۸ھ) وغیرہ ائمہ موجود ہیں۔ چنانچہ القاسم بن الحکم عن ابی حنیفۃ کی طریق سے حافظ ابن خسروؒ (م ۵۲۲ھ) نے روایت نقل کی ہے کہ جس میں "**مسح برأسه**" کے الفاظ ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ لابن خسرو: ج ۱: ص ۴۱۸**)[1]

---

[1]　　حافظ ابوعبد اللہ ابن خسروؒ (م ۵۲۲ھ) فرماتے ہیں:

وأخبرنا الشيخ أبو الحسين قال: أخبرنا أبو محمد قال: أخبرنا أبو الحسين بن المظفر قال: حدثنا أبو علي الحسن بن محمد بن شعبة قال: حدثنا محمد بن عمران الهمداني قال: حدثنا القاسم بن الحكم قال: حدثنا أبو حنيفة قال: حدثنا خالد بن علقمة، عن عبد خير، عن علي رضي الله عنه: أنه دعا بماء فغسل كفيه ثلاثاً، ومضمض ثلاثاً، واستنشق ثلاثاً، وغسل ذراعيه ثلاثاً ثلاثاً، ومسح برأسه، وغسل قدميه ثلاثاً، ثم قال: هذا وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ (مسند ابی حنیفۃ لابن خسرو: ج ۱: ص ۴۱۸)

سند کی تحقیق:

(۱)　ابوعبد اللہ، حسین بن محمد بن خسرو البلخیؒ (م ۵۲۲ھ) مشہور ثقہ، محدث اور حافظ الحدیث ہیں۔ (**مجلہ الاجماع: ش ۵: ص ۱۰۵**)

(۲)　ابو حسین، مبارک بن عبد الجبار البغدادیؒ (م ۵۰۰ھ) بھی مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور ثبت امام ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۱۰: ص ۸۳۰**)

(۳)　ابومحمد، الحسن بن علی الشیرازی الجوهری البغدادیؒ (م ۴۵۴ھ) بھی ثقہ، امین ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۱۰: ص ۴۵**)

(۴)　ابوالحسین، محمد بن المظفر البغدادیؒ (م ۳۷۹ھ) مشہور حجت، حافظ الحدیث اور ثقہ مامون ہیں۔ (**الدلیل المغنی: ص ۴۵۴**)

(۵)　ابوعلی، حسن بن محمد بن شعبہ الانصاریؒ (م ۳۱۳ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**تاریخ بغداد: ج ۷: ص ۴۲۷، طبع بیروت**)

نوٹ:

مسند ابی حنیفۃ لابن خسرو کے مطبوعہ نسخہ میں حسن بن محمد بن شعبہ کے بجائے حسین بن محمد بن سعید آ گیا ہے، جو کہ کاتب کی غلطی کا نتیجہ ہے۔ جب کہ اسی کتاب میں ایک مقام پر اسی سند میں ابن المظفرؒ اور محمد بن عمران الہمدانیؒ کے درمیان ابوعلی، حسن بن محمد بن شعبہ الانصاریؒ موجود ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ لابن خسرو: ج ۱: ص ۴۶۳، نیز دیکھئے ذکر صلاۃ التسبیح للخطیب: ص ۷۰**)

اور حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) نے اسد بن عمرو الکوفی عن ابی حنیفہ کی سند سے بھی تقریباً یہی الفاظ نقل کئے ہیں۔ (**مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۲: ص ۷۶۴، ۷۶۷**)[۱]

لہذا صحیح ابو علی، الحسن بن محمد بن شعبہ الانصاری ہے۔ واللہ اعلم

(۶) ابو عبداللہ، محمد بن عمران بن حبیب الھمدانیؒ (م ۲۷۹ھ) صدوق ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۶۱۶، کتاب الثقات لابن حبان: ج ۹: ص ۱۴۷، لسان المیزان: ج ۴: ص ۴۲۸**)

(۷) القاسم بن الحکمؒ (م ۲۰۸ھ) صحیح بخاری کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (**تحریر تقریب التھذیب: رقم ۵۴۵۵**)

(۸) امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے ص:۔

(۹) خالد بن علقمہؒ سنن ابوداود، نسائی اور ابن ماجہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تحریر تقریب التھذیب: رقم ۱۶۵۹**)

(۱۰) عبد خیر الھمدانیؒ بھی ثقہ ہیں اور وہ سنن اربع کے راوی ہیں۔ (**تقریب: رقم ۳۷۸۱**)

(۱۱) حضرت علی بن ابی طالبؓ (م ۴۰ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ اور امیر المومنین ہیں۔

لہذا یہ سند حسن ہے۔

[۱] صدوق، حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا هارون بن هشام الكسائي، حدثنا أبو حفص أحمد بن حفص البخاري، حدثنا أسد بن عمرو البجلي، عن أبي حنيفة، عن خالد بن علقمة، عن عبد خير، عن علي بن أبي طالب: أنه دعا بماء فغسل كفيه ثلاثاً، ومضمض ثلاثاً، واستنشق ثلاثاً، وغسل وجهه ثلاثاً، وغسل ذراعيه ثلاثاً، ثم أخذ ماء في كفه فصبه في صلعته فتحدر عنها، وغسل رجليه ثلاثاً ثلاثاً، ثم قال: من سره أن ينظر إلى وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم كاملاً فلينظر إلى هذا۔ (مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۲: ص ۷۶۴، ۷۶۷)

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱) ابو محمد، عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) مشہور محدث اور صدوق، حافظ الحدیث ہیں۔ (**مجلہ الاجماع: ش ۱۹: ص ۲۲**)

(۲) ابو موسیٰ، ھارون بن ھشامؒ کو امام ابو عبداللہ الحاکمؒ (م ۴۰۵ھ) نے "**ذكر الطبقة الخامسة من علماء نيسابور من دخلها ونشر علمه**" میں شمار کیا ہے اور ابو موسیٰؒ کی یہ علمی شہرت ان کے صدوق ہونے کے لئے کافی ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۴۲۱، مختصر تاریخ نیسابور للحاکم: ص ۶۰، نیز دیکھئے اضواء المصابیح للشیخ زبیر علی زئی: ص ۲۵۱، مجلہ الاجماع: ش ۱۴: ص ۵۶**)

لہذا ابو موسیٰ، ھارون بن ھشامؒ صدوق ہیں۔

لہذا امام صاحبؒ سے "مسح راسه مرة واحدة" کے الفاظ بھی ثابت ہیں۔ واللہ اعلم

دوم امام صاحبؒ کی روایت کے الفاظ "مسح برأسه ثلاثاً"، دیگر ائمہ کی روایت کے الفاظ "مسح راسه مرة" کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ امام صاحبؒ کی روایت کے الفاظ "مسح برأسه ثلاثاً" کہ انہوں نے اپنے سر کا "۳" مرتبہ مسح کیا، اس سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے اپنے سر پر "۳" مرتبہ ہاتھ پھرا،

- پہلی مرتبہ سر کے ابتدائے حصہ یعنی پیشانی سے گدی تک۔
- دوسری مرتبہ گدی سے پیشانی تک۔
- تیسری بار کانوں کا مسح کیا۔

گویا امام صاحبؒ کی روایت کے الفاظ "مسح برأسه ثلاثاً"، دیگر ائمہ کی روایت کے الفاظ "مسح راسه مرة" کی تشریح کر رہے ہیں۔ قریب قریب یہی بات حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) نے کہی ہے۔ (**مسند ابی حنیفة للحارثی: ج ۲: ص ۶۷۷**)

اور حافظ ابن عبد الہادیؒ (م ۷۴۴ھ) نے بھی حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کے کلام کو ذکر کر کے، سکوت کے ذریعہ سے ان کی تائید کی ہے۔ (**تعلیقة علی العلل لابن عبد الہادی: ص ۲۰۱، انوار الطریق للشیخ زبیر علی زئی: ص ۸**)

اس تاویل کے درست ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ "عبد خير عن علي" کی روایت میں "مسح برأسه وأذنيه ثلاثا" کے بھی الفاظ آئے ہے۔ (**دیکھئے ص: ۲۷**)، اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ امام صاحبؒ کی روایت کے الفاظ "مسح برأسه ثلاثاً" میں "مسح اذنيه" بھی داخل ہے۔ واللہ اعلم

خلاصہ یہ کہ امام صاحبؒ کی روایت کے الفاظ "مسح برأسه ثلاثاً"، دیگر ائمہ کی روایت کے الفاظ "مسح راسه مرة"

---

(۳) احمد بن حفص، ابو الحفص البخاریؒ (م ۲۱۷ھ) بھی صدوق ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۵: ص ۲۵۹، سیر: ج ۱۰: ص ۱۵۷**)

(۴) اسد بن عمرو البجلیؒ (م ۱۹۰ھ) بھی صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (**مجلہ الاجماع: ش: ص**)

(۵) امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)،

(۶) خالد بن علقمہؒ،

(۷) عبد خیر الہمدانیؒ وغیرہ کی توثیق گزر چکی۔

(۸) حضرت علی بن ابی طالبؓ (م ۴۰ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ اور امیر المومنین ہیں۔

لہذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

کے خلاف نہیں ہے۔

سوم "عبد خیر عن علی" کی مشہور حدیث میں یہ الفاظ "مسح برأسه ثلاثاً" کو نقل کرنے میں امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) منفرد بھی نہیں ہیں۔

۱- چنانچہ امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) نے "مسهر بن عبد الملك بن سلع، عن أبيه، عن عبد خير، عن علی" کی سند سے نقل کیا کہ "مسح برأسه وأذنيه ثلاثا" حضرت علیؓ نے اپنے سر اور کانوں کا "۳"، ۳" مرتبہ مسح کیا تھا۔ (سنن الدارقطنی: ج۱: ص۱۶۱)، [1]

---

(۱) امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا ابن القاسم بن زكريا, ثنا أبو كريب, نا مسهر بن عبد الملك بن سلع, عن أبيه, عن عبد خير, عن علي رضي الله عنه, أنه توضأ ثلاثا ثلاثا, ومسح برأسه وأذنيه ثلاثا, وقال: هكذا وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم أحببت أن أريكموه۔ (سنن الدارقطنی: ج۱: ص۱۶۱)

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) مشہور ثقہ، امام ہیں۔

(۲) ان کے شیخ محمد بن القاسم بن زکریاؒ (م ۳۲۶ھ) صدوق ہیں۔

حافظ عبد الغنی المقدسیؒ (م ۶۰۰ھ) نے ان کو ثقہ اور امام دارقطنیؒ نے ان سے مروی حدیث کی سند کو ثابت وصحیح کہا اور جس کی شرح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے کہا کہ دارقطنیؒ نے اس کے رجال کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (تنقیح التحقیق لابن عبد الہادی: ج۱: ص۳۳۸، سنن الدارقطنی: ج۲: ص۹۶، ۱۳۷، اتحاف المھرۃ لابن حجر: ج۱۲: ص۳۹۷)

نوٹ:

حدیث کے سلسلے میں محمد بن القاسم بن زکریاؒ پر کوئی کلام نہیں کیا گیا ہے۔ لہذا وہ حدیث میں صدوق ہیں۔

(۳) ابوکریب، محمد بن العلاءؒ (م ۲۴۷ھ) مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (تقریب: رقم ۶۲۰۴، تحفة اللبيب بمن تكلم فيهم الحافظ ابن حجر من الرواة في غير التقريب: ج۲: ص۵۹)،

(۴) مسهر بن عبد الملکؒ صدوق ہیں۔

امام ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ حافظ الحسن بن حماد الضبیؒ (م ۲۳۸ھ) نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (تہذیب التہذیب: ج۱۰: ص۱۴۸)، ثقہ، حافظ، امام الحسن بن علی الخلالؒ (م ۲۴۲ھ) ان کی تعریف کرتے تھے۔ (الجامع في

۲- اسی طرح محدث ابو محمد، جعفر بن محمد بن نصیر الخلدیؒ (م ۳۴۸؁ھ) نے "شعیب، عن أبي إسحاق، عن عبد خير قال علي" کی سند سے نقل کیا "مسح برأسه ثلاثا" کہ حضرت علیؓ نے اپنے سر کا "۳" مرتبہ مسح کیا۔ (الجزء الخلدی مع مجموع فيه ثلاثة أجزاء حديثية: ص ۱۶۰، طبع دار البشائر الإسلامية) [۱]

الجرح والتعدیل: ج ۳: ص ۱۳۱)، اوران کے قول کی شرح میں شیخ احمد شاکر صاحبؒ کہتے ہیں کہ حافظ الحسن بن علی الخلالؒ نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (مسند احمد بتحقیق احمد شاکر: ج ۱: ص ۵۵۵)، امام اسحاق بن راہویہؒ (م ۲۳۵؁ھ) نے ان سے روایت لی ہے۔ (لسان المیزان: ج ۹: ص ۴۲۳)، حافظ ہیثمیؒ (م ۸۰۷؁ھ) نے بھی ثقہ کہا اور حافظ عراقیؒ (م ۸۰۶؁ھ) نے ان سے مروی غریب حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی: ج ۴: ص ۲۱۰، مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۱۵۲۰۵، تخریج احادیث احیاء: ج ۱: ص ۱۱۲)، شیخ احمد شاکر صاحبؒ نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (مسند احمد بتحقیق احمد شاکر: ج ۱: ص ۵۵۵)، لہذا وہ صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

نوٹ:

ان پر موجود جرح مثلاً امام بخاریؒ، امام نسائیؒ کے اقوال سے ان کی تضعیف لازم نہیں آتی، نیز ابن عدیؒ نے امام بخاریؒ کے قول کی وجہ سے، مسہرؒ کو الکامل میں ذکر کیا ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲؁ھ) نے تہذیب التہذیب میں صراحت کی ہے۔ لہذا ان جروحات کے مقابلے میں ان کی توثیق راجح ہے۔ واللہ اعلم

(۵) ان کے والد عبد الملک بن سلعؒ صدوق ہیں، بلکہ دارقطنی ان کو ثبت قرار دیا ہے۔ (تقریب: رقم ۴۱۸۳، العلل للدارقطنی: ج ۴: ص ۵۲)، اور

(۶) عبد خیر الہمدانیؒ سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۳۷۸۱)،

(۷) حضرت علیؓ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

اس سند کو محدث احمد بن الصدیق، ابو الفیض الغماریؒ (م ۱۳۸۰؁ھ) نے صالح قرار دیا ہے۔ (الهداية في تخريج أحاديث البداية: ج ۱: ص ۱۶۱)،

لہذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

[۱] محدث ابو محمد، جعفر بن محمد بن نصیر الخلدیؒ (م ۳۴۸؁ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا القاسم بن محمد: حدثنا إبراهيم: حدثنا شعيب، عن أبي إسحاق، عن عبد خير قال: رأيت عليا رضي الله عنه توضأ فغسل كفيه، ثم تمضمض و استنشق ثلاثا ثلاثا، ثم غسل وجهه و ذراعيه ثلاثا ثلاثا، ثم مسح برأسه ثلاثا، ثم غسل قدميه، ثم أخذ كفا من ماء فشربه۔ (الجزء الخلدی مع مجموع فيه ثلاثة أجزاء حديثية: ص ۱۶۰، طبع دار البشائر الإسلامية)

۳- حافظ ابوبکر البزارؒ (م۲۹۲ھ) نے بھی اپنی سند ''أبو الأحوص، عن أبي إسحاق، عن أبي حية، أنه رأى عليا'' سے

سند کی تحقیق:

(۱) ابومحمد، جعفر بن محمد بن نصیر الخلدیؒ (م۳۴۸ھ) مشہور ثقہ، امام اور صدوق، فاضل، محدث ہیں۔ (**الدلیل المغنی: ص ۱۶۲-۱۶۳**)

(۲) قاسم بن محمد بن حماد، ابومحمد الکوفیؒ (م۲۹۹ھ) صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (**الجزء الخلدی مع مجموع فیه ثلاثة أجزاء حدیثیة: ص ۱۵۴**)

امام ابن حبانؒ (م۳۵۴ھ) نے ان کو ''الثقات'' میں شمار کیا ہے۔ (**کتاب الثقات لابن حبان: ج۹: ص۱۹**)، حافظ خلیلیؒ (م۴۴۶ھ) نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (**ارشاد القاصی والدانی: ص ۴۷۳**)، حافظ ابن عدیؒ (م۳۶۵ھ) کے نزدیک وہ صدوق ہیں۔ (**الکامل: ج۱: ص۹۷، ج۳: ص ۱۵۵**)، حافظ قاسم بن قطلو بغاؒ (م۸۷۹ھ) نے بھی ''الثقات'' میں شمار کیا ہے۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج۸: ص۱۸**)، حافظ نور الدین ہیثمیؒ (م۸۰۷ھ) نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (**المعجم الکبیر للطبرانی: ج۶: ص ۲۵۹، مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۱۳۸۹۹**)، امام حاکمؒ (م۴۰۵ھ) نے بھی ان کی روایت کو صحیح کہا ہے۔ (**المستدرک للحاکم: ج۱: ص۱۸۱، حدیث نمبر ۳۴۴**)

لہذا وہ صدوق ہیں۔

(۳) ابراہیم بن الحسن الثعلبیؒ بھی صدوق ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج۲: ص ۱۷۲، الجزء الخلدی مع مجموع فیه ثلاثة أجزاء حدیثیة: ص۱۵۹**)

(۴) شعیب بن راشدؒ ثقہ ہیں۔ (**کتاب العلل للدارقطنی: ج۵: ص ۳۲۷، کتاب الثقات لابن حبان: ج۶: ص ۴۳۹**)

(۵) ابواسحاق السبیعیؒ (م۱۲۹ھ) صحیحین کے مشہور راوی اور ثقہ، حافظ اور ثبت، امام ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۰۶۵، هدی الساری: ص ۴۳۱**)

نوٹ:

حافظ ابواسحاق السبیعیؒ (م۱۲۹ھ) پر تدلیس اور اختلاط وغیرہ کے اعتراض مردود ہیں۔ کیونکہ ان کے متابع میں ثبت راوی عبد الملک بن سلع موجود ہیں۔ لہذا تدلیس کا شبہ ختم ہو گیا۔

اور شعیب بن راشد کی طرح ثقہ، حافظ الحدیث امام ابوالاحوص سلام بن سلیمؒ (م۱۷۹ھ) نے بھی ''ابواسحاق عن عبد خیر'' کی سند سے ''مسح رأسه ثلاثا'' کے الفاظ ذکر کئے ہیں۔ (**مسند البزار: ج۳: ص ۴۳**)، اور ابوالاحوصؒ (م۱۷۹ھ) کا ابواسحاقؒ (م۱۲۸ھ) سے سماع قدیم ہے۔ (**مصباح الزجاجة للبصیری: ج۱: ص۱۳۸، حاشیة الایماء لابن طاہر الدانی: ج۴: ص۱۶۶، ت شیخ عبد الباری الجزائری، مطالب العالیه لابن حجر: ج۱۵: ص۷۸۸، ت محمد بن ظافر، شرح ابن ماجة للشیخ محمد امین الاثیوبی: ج۷: ص۱۸۹، حاشیة موسوعة فضائل سور و آیات القرآن - القسم الصحیح للشیخ محمد بن رزق: ج۲: ص ۲۸۳، موارد الظمان الی زوائد ابن حبان: ج۶: ص۸۱، ت شیخ حسین**

"مسح رأسه ثلاثا" کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔(**مسند البزار: ج ۳: ص ۴۳، نصب الرایہ للزیلعی: ج ۱: ص ۳۳، والفظ لہ**)[۱]

سلیم اسد الدارانی، إفراد أحادیث اسماء الله و صفاته، رسالة دکتوراة: ج ۱: ص ۲۷۵)،

لہذا اختلاط کا اعتراض بھی مردود ہے۔

(۶) عبد خیر الہمد انیؒ سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔(**تقریب: رقم ۳۷۸۱**)،

(۷) حضرت علیؓ (**م ۴۰ھ**) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں، لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔

[۱] حافظ ابوبکر البزارؒ (**م ۲۹۲ھ**) فرماتے ہیں کہ

حدثنا محمد بن معمر، قال: نا أبو داود، قال: نا سلام بن سليم أبو الأحوص، عن أبي إسحاق، عن أبي حية بن قيس، أنه رأى عليا توضأ في الرحبة فغسل كفيه ثم مضمض ثلاثا، واستنشق ثلاثا، وغسل وجهه ثلاثا، وذراعيه ثلاثا ثلاثا، ورأسه ثلاثا، وغسل رجليه، إلى الكعبين ثلاثا، ثم قام فشرب فضل وضوئه وهو قائم وقال: أحببت أن أريكم كيف كان طهور النبي صلى الله عليه وسلم" قال أبو إسحاق: فحدثني عبد خير عن علي، بمثل هذا غير أنه لما فرغ أخذ حفنة من ماء في كفه فشربها وهو قائم" وهذا الحديث لا نعلم أحدا رواه بهذا اللفظ عن أبي إسحاق، عن عبد خير، وأبي حية، عن علي مجموعين إلا أبو الأحوص۔(مسند البزار: ج ۳: ص ۴۳-۴۴)

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱) احمد بن عمرو بن عبد الخالق البزارؒ (**م ۲۹۲ھ**) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔(**کتاب الثقات للقاسم : ج ۱: ص ۴۴۴**)

(۲) محمد بن معمر بن ربعی القیسیؒ (م **بعد ۲۵۰ھ**) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔(**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۶۳۱۳**)

(۳) ابوداود، سلیمان بن داود الطیالسیؒ (**م ۲۰۴ھ**) صحیحین کے راوی اور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔(**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۵۵۰**)

(۴) ابوالاحوص، سلام بن سلیم الکوفیؒ (**م ۱۷۹ھ**) بھی صحیحین کے راوی اور ثقہ، متقن، حافظ الحدیث ہیں۔(**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۷۰۳**)

(۵) ابواسحاق السبیعیؒ (**م ۱۲۹ھ**) کی توثیق گزر چکی۔

(۶) ابوحیہ بن قیسؒ صدوق، حسن الحدیث ہیں۔(**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۸۰۷۰**)

(۷) حضرت علیؓ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔لہذا اس کی سند حسن ہے۔اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (**م ۸۵۲ھ**) فرماتے ہیں کہ "إسناده متقارب" اس روایت کی سند صحت کے قریب (یعنی حسن) ہے۔(**الدرایہ لابن حجر: ج ۱: ص ۲۸**)

۴- ثقہ، جلیل، امام ابوعبیدۃ، السری بن یحییٰؒ (م ۲۷۴ھ) نے اپنی سند "حدثنا قَبِيصَة عن سفيان عن أبي إسحاق عن أبي حبة بن قيس عن علي" سے "مسح بر أسه ثلاثا" الفاظ نقل کئے ہیں۔ (حدیث سفیان الثوری للسری: ص۵۶)[۱]

۵- امام طبرانیؒ (م ۳۶۰ھ) نے بھی اپنی سند "سليمان بن عبد الرحمن ثنا إسماعيل بن عياش عن عبد العزيز بن عبيد الله عن عثمان بن سعيد النخعي عن علي" سے "مسح رأسه ثلاثا بماء واحد" کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ (کتاب الشامیین للطبرانی بحوالہ نصب الرایہ للزیلعی: ج۱: ص ۳۳)[۲]

---

[۱] ثقہ، جلیل، امام ابوعبیدۃ، السری بن یحییٰؒ (م ۲۷۴ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا قبيصة عن سفيان عن أبي إسحاق عن أبي حبة بن قيس عن علي رضي الله عنه أنه بدأ فغسل يديه ثلاثا ثم تمضمض و استنشق ثلاثا ثم غسل وجهه ثلاثا، ثم غسل قدميه ثلاثا ثلاثا ثم مسح بر أسه ثلاثا ثم غسل يديه ثلاثا، ثم قام قائما فشرب فضل الإناء، ثم قال: هكذا رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوضأ۔ (حدیث سفیان الثوری للسری بن یحیی: ص۵۶)

سند کی تحقیق:

(۱) ابوعبیدۃ، السری بن یحییٰؒ (م ۲۷۴ھ) ثقہ، جلیل ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج۴: ص۴۲۶)

(۲) قبیصہ بن عقبہ السوائیؒ (م ۲۱۵ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، امام، حافظ الحدیث ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۵۵۱۳، سیر)

(۳) سفیان بن سعید ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، حجت، امام، حافظ الحدیث اور فقیہ، عابد ہیں۔ (تقریب: رقم ۲۴۴۵)

(۴) ابواسحاق السبیعیؒ (م ۱۲۹ھ) اور

(۵) ابوحیہ بن قیسؒ وغیرہ کی توثیق گزر چکی۔

(۶) حضرت علیؓ مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں،

لہذا یہ سند صحیح ہے۔

[۲] امام ابوالقاسم الطبرانیؒ (م ۳۶۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا الحسن بن علي بن خلف الدمشقي ثنا سليمان بن عبد الرحمن ثنا إسماعيل بن عياش عن عبد العزيز بن عبيد الله عن عمير بن سعيد النخعي عن علي أنه قال: ألا أريكم وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قلنا: بلى، فأتى بطست من ماء فغسل كفيه و وجهه ثلاثا و يديه إلى المرفقين ثلاثا ثلاثا و مسح رأسه ثلاثا بماء واحد و مضمض و استنشق ثلاثا بماء واحد و غسل رجليه ثلاثا۔ (کتاب الشامیین للطبرانی بحوالہ نصب الرایہ للزیلعی: ج۱: ص ۳۳)

سند کی تحقیق:

لہذا جب امام صاحبؒ کے متابع میں "۵" راوی موجود ہیں۔ تو اس روایت میں موجود الفاظ "مسح برأسه ثلاثا" کو نقل کرنے میں ان پر تفرد کا الزام کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟

خلاصہ یہ کہ یہ اعتراض غیر صحیح، باطل ومردود ہے۔ واللہ اعلم

اعتراض نمبر ۷: (حدیث: إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها۔۔۔ پر امام دارقطنیؒ اور امام ابن القطانؒ کا اعتراض)

اثری صاحب کہتے ہیں کہ

اسی طرح حدیث: **إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها**۔ آخ کو مرفوع بیان کرنے میں بھی امام صاحب سے وہم ہوا ہے اور ان کے دوسرے ساتھی اسے موقوف ہی بیان کرتے ہیں۔ (دارقطنی: ص ۳۱۳ ط ہند، ص ۵۷ ج ۳)، امام دارقطنیؒ اور امام ابن القطانؒ فرماتے ہیں کہ اس میں امام صاحب سے وہم ہوا ہے۔ (**توضیح الکلام: ص ۹۴۵**)

الجواب:

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوالقاسم الطبرانیؒ (م ۳۶۰ھ) مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۵: ص ۹۰**)

(۲) الحسن بن علی بن خلف الدمشقیؒ (م ۲۸۹ھ) بھی ثقہ یا کم از کم صدوق ہیں۔ (**المعجم الکبیر للطبرانی: ج ۲۰: ص ۲۷۱، مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۶۱۴۷، مجمع الزوائد: ج ۱: ص ۸، نیز دیکھئے ص: ۲۵**)

(۳) سعید بن عبدالرحمٰن بن عیسی الدمشقیؒ (م ۲۳۳ھ) صحیح بخاری کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (**تقریب: رقم ۲۵۸۵**)

(۴) اسماعیل بن عیاشؒ (م ۱۸۲ھ) سنن اربع کے راوی اور صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ۴۷۳**)

(۵) عبدالعزیز بن عبیداللہ بن حمزہ الشامی الحمصیؒ اگرچہ ضعیف ہے، لیکن متابع میں قابل ذکر ہے۔ (**الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: ج ۵: ص ۳۸۷-۳۸۸**)

(۶) عمیر بن سعید النخعیؒ (م ۱۱۵ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۱۸۲**)

نوٹ:

نصب الرایہ للزیلعی کے مطبوعہ نسخہ میں عمیر بن سعید کے بجائے عثمان بن سعید آ گیا ہے، جو کہ کاتب کی غلطی ہے۔ کیونکہ مسند الشامیین للطبرانی میں یہی روایت میں عمیر بن سعید النخعی لکھا ہے۔ واللہ اعلم

(۷) حضرت علیؓ مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

لہذا یہ روایت متابعات کی وجہ سے حسن ہے۔ واللہ اعلم

اس کا جواب کئی ائمہ محدثین اور حفاظ کرام دے چکے ہیں۔ چنانچہ

(۱) حافظ ابو محمد الزیلعیؒ (م ۷۶۲ھ) نے کہا:

قلت :أخرجه الدارقطني في آخر الحج عن أيمن بن نابل عن عبيد الله بن أبي زياد عن أبي نجيح عن عبد الله بن عمرو، ورفع الحديث، قال: من أكل كراء بيوت مكة أكل الربا، انتهى. وروى ابن أبي شيبة في مصنفه حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن مجاهد، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "مكة حرام، حرمها الله لا تحل بيع رباعها، ولا إجارة بيوتها۔

میں کہتے ہوں کہ اس حدیث "**إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها**" کو امام دارقطنی نے کتاب الحج کے آخر میں "**عن أيمن بن نابل عن عبيد الله بن أبي زياد عن أبي نجيح عن عبد الله بن عمرو**" کی سند مرفوعاً نقل کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا: کہ جس نے مکہ کے کسی گھر کا کرایا کھایا، اس نے سود کھایا۔[۱] اور حافظ ابو بکر ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں اپنی سند سے "**حدثنا أبو**

---

(۱) اس روایت کو حافظ ابو الحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) اس سند و متن کے ساتھ نقل کیا ہے:

قال الدارقطني ثنا عثمان بن أحمد الدقاق ,نا إسحاق بن إبراهيم الختلي ,نا محمد بن أبي السري, نا المعتمر بن سليمان ,عن أيمن بن نابل ,عن عبيد الله بن أبي زياد ,عن أبي نجيح ,عن عبد الله بن عمرو ,رفع الحديث قال: من أكل كرا بيوت مكة أكل نارا۔ (السنن للدارقطنی: ج ۳: ص ۳۷۳، حدیث نمبر ۲۷۸۷)

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱) حافظ ابو الحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں، جیسا کہ ان کی توثیق گزر چکی۔

(۲) عثمان بن احمد، ابو عمرو السماک الدقاقؒ (م ۳۴۴ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۷: ص ۷۵**)

(۳) اسحاق بن ابراہیم الختلیؒ (م ۲۸۴ھ) کو حافظ خطیب بغدادیؒ نے ثقہ کہا۔ ابو عبد اللہ الحاکمؒ، حافظ ابو عوانہؒ کے نزدیک بھی وہ ثقہ یا صدوق ہیں۔ (**لسان المیزان: ج ۲: ص ۳۵، المستدرک للحاکم: ج ۳: ص ۲۳۲، حدیث نمبر ۴۹۳۸، صحیح ابی عوانہ: ج ۵: ص ۱۳۰، طبع جامع اسلامیہ**)، شیخ محمد بن عمرو بن عبد اللطیف الشنقیطیؒ کہتے ہیں کہ وہ مختلف فیہ راوی ہے۔ (**أحاديث ومرويات في الميزان 1 - حديث قلب القرآن يس: ص ۸۸**)، لہذا وہ صدوق ہیں۔

(۴) محمد بن ابی السری المتوکل العسقلانیؒ (م ۲۳۸ھ) سنن ابو داود کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۶۲۶۳**)

(۵) معتمر بن سلیمانؒ (م ۱۸۷ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۷۸۵**)

معاوية عن الأعمش عن مجاهد'' مجاہد سے مرسلاً نقل کیا[۱] کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ مکہ حرمت والی جگہ ہے، اللہ نے اس کی حرمت بیان کی ہے، اس کے گھروں کی بیع کرنا حلال نہیں ہے اور ان کو کرایہ پر دینا درست نہیں۔ (**نصب الرایہ: ج ۴: ص ۲۶۵**)

(۲)　حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (**م ۸۵۲ھ**) فرماتے ہیں کہ

وقد رفعه أيمن ابن أم نابل عن عبيد الله بن أبي زياد أيضا فلم ينفرد أبو حنيفة برفعه أخرجه الدارقطني أيضا في أواخر الحج وله طريق أخرى أخرجها الدارقطني والحاكم من رواية إسماعيل ابن مهاجر عن أبيه عن عبد الله بن باباه عن عبد الله بن عمرو رفعه مكة مناخ لا تباع رباعها ولا تؤاجر بيوتها وإسماعيل قال البخاري منكر الحديث وفي

---

(۶)　ایمن بن نابل المکیؒ بھی ثقہ ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۵۹۷**)

(۷)　عبید اللہ بن ابی زیاد المکیؒ (**م ۱۵۰ھ**) بھی صدوق ہیں۔ (**التاریخ الکبیر للبخاری: ج ۵: ص ۳۸۲**)

(۸)　ابو نجیح المکیؒ (**م ۱۰۹ھ**) صحیح مسلم کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۷۸۰۵**)

(۹)　عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ (**م ۶۵ھ**) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (**تاریخ الاسلام**)

لہذا یہ سند حسن ہے۔

نوٹ:

السنن للدارقطنی کے مطبوعہ نسخہ میں ''ایمن بن نابل'' کے بجائے ''ابن اسرائیل'' اور ''ابی نجیح'' کے بجائے ''ابن ابی نجیح'' آ گیا ہے۔ جو کہ کاتب کی غلطی ہے۔ کیونکہ حافظ الزیلعیؒ (**م ۷۶۲ھ**)، محدث عینیؒ (**م ۸۵۵ھ**) نے یہی روایت کو ''**السنن للدارقطنی**'' سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ''ایمن بن نابل'' اور ''ابی نجیح'' ہی ذکر کیا ہے۔ لہذا صحیح ''ایمن بن نابل'' اور ''ابی نجیح'' ہے۔ واللہ اعلم

[۱]　اس سند کے تمام روات یعنی حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (**م ۲۳۵ھ**)، حافظ ابو معاویہ الضریرؒ (**م ۱۹۵ھ**)، حافظ الاعمشؒ (**م ۱۴۸ھ**)، امام مجاہدؒ (**م ۱۰۴ھ**) مشہور ائمہ ثقات ہیں۔ لہذا یہ سند صحیح مرسل ہے۔ اور مرسل سے ترجیح حاصل کرنا جائز اور صحیح ہے۔ جیسا کہ حافظ المشرق، خطیب بغدادیؒ (**م ۴۶۳ھ**)، امام نوویؒ (**م ۶۷۶ھ**)، حافظ زرکشیؒ (**م ۷۹۴ھ**)، حافظ ابن الملقنؒ (**م ۸۰۴ھ**) وغیرہ نے صراحت نقل کی ہے۔ (**الکفایۃ للخطیب: ص ۴۰۵، المجموع للنووی: ج ۱: ص ۶۱، البحر المحیط للزرکشی: ج ۶: ص ۳۶۴، المقنع لابن الملقن: ج ۱: ص ۱۳۶، انوار الطریق للشیخ زبیر علی زئی: ص ۸**)، خلاصہ یہ کہ اس مرسل روایت سے بھی امام صاحبؒ کی حدیث کا مرفوع ثابت ہوتا ہے۔

نوٹ:

دیگر متصل طریق کی وجہ سے، اس بات کا قوی احتمال ہے کہ اس روایت کو امام مجاہدؒ (**م ۱۰۴ھ**) نے عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ (**م ۶۵ھ**) سے روایت کر کے، پھر ان سے ارسال کیا ہو۔ واللہ اعلم (**دیکھئے ص: ۳۳**)

ترجمته أخرجه ابن عدي والعقيلي في الضعفاء۔

حدیث "إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها" کو ایمن ابن ام نابلؒ نے بھی عبید اللہ بن ابی زیادؒ سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔ جس کو امام دارقطنیؒ نے کتاب الحج کے آخر میں نقل کیا ہے۔ لہذا امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) اس حدیث کو مرفوع بیان کرنے میں منفرد نہیں ہیں۔ اس حدیث کا ایک طریق ہے جس کو دارقطنیؒ، ابوعبد اللہ الحاکم نے "إسماعيل ابن مهاجر عن أبيه عن عبد الله بن باباه عن عبد الله بن عمرو" کی سند[۱] سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: کہ "مكة مناخ لا تباع رباعها و لا تؤاجر بيوتها" مکہ اترنے کی جگہ ہے، لہذا مکہ کے مکانات کی نہ بیع کی جائے گی اور نہ اس کو اجرت پر دیا جائے گا۔ اور اسماعیل بن مہاجر کے

---

(۱)　اس روایت کی مکمل سند مع متن درج ذیل ہیں:

قال الدارقطني ثنا الحسين بن إسماعيل, نا أحمد بن محمد بن يحيى بن سعيد, نا عبد الله بن نمير, نا إسماعيل بن إبراهيم بن مهاجر, عن أبيه, عن عبد الله بن باباه, عن عبد الله بن عمرو, قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: »مكة مناخ لا تباع رباعها و لا تؤاجر بيوتها۔ (السنن للدارقطنی: ج ۴: ص ۱۳، حدیث نمبر ۳۰۱۸)

سند کی تحقیق:

(۱)　امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲)　الحسین بن اسماعیل المحاملیؒ (م ۳۳۰ھ) بھی مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (ارشاد القاصی والدانی: ص ۴۰۲)

(۳)　احمد بن محمد بن یحیی بن سعید القطانؒ (م ۲۵۸ھ) سنن ابن ماجہ کے راوی اور صدوق ہیں۔ (تقریب: رقم ۱۰۶)

(۴)　عبد اللہ بن نمیرؒ (م ۱۹۹ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، صاحب حدیث ہیں۔ (تقریب: رقم ۳۶۶۸)

(۵)　اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجرؒ اور ان کے والد

(۶)　ابراہیم بن مہاجرؒ، اگرچہ یہ دونوں متکلم فیہ راوی ہیں۔

لیکن امام ابوحاتم الرازیؒ (م ۲۷۷ھ)، امام حاکمؒ (م ۴۰۵ھ) وغیرہ ان دونوں کو متابعات وشواہد کی صورت میں قابل ذکر مانتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب: ج ۱: ص ۲۷۹، ۱۶۱، المستدرک للحاکم: حدیث نمبر ۲۳۲۶)، لہذا اس روایت میں ان دونوں پر جرح فضول ہے۔

(۷)　عبد اللہ بن باباہ المکیؒ صحیح مسلم و سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۳۲۲۰)

(۸)　عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ (م ۶۵ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (تاریخ الاسلام)،

اور امام حاکمؒ (م ۴۰۵ھ) نے اس سند کو متابعات کی وجہ سے صحیح قرار دیا ہے۔ (المستدرک للحاکم: ج ۲: ص ۲۶۱، حدیث نمبر ۲۳۲۶) واللہ اعلم

ترجمہ میں جس کو ابن عدیؒ اور عقیلیؒ نے ذکر کیا ہے امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ اسماعیل منکر الحدیث ہے۔(**الدرایہ لابن حجر: ج ۲: ص ۲۳۶**)

(۳) حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ (م ۸۷۹ھ) نے کہا:

قلت: الوهم ممن دون اصحاب ابی حنيفة فقد قدمناه من متن اثار محمد بن الحسن على الصواب ولم اقف على نسخة من الآثار فيها ابن ابی يزيد، اما الوجه الآخر فمردود بتوثيق ابی حنيفة عن ائمتهم كما قدمناه فی الصلاة، فليس هو بدون عيسى بن يونس، محمد بن ربيعة، كيف ومن شرطه دوام الحفظ من حين السماع الى وقت الاداء، وقد روى احمد بن منيع ثنا هشيم ثنا الحجاج عن عطاء عن عبد الله بن عمرو قال: نهي عن اجر بيوت مكة، وعن بيع رباعها۔ وروى ابن ابی شيبة حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن مجاهد، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "مكة حرام، حرمها الله لا تحل بيع رباعها، ولا إجارة بيوتها۔

میں کہتا ہوں کہ وہم اصحاب ابی حنیفہ کے نیچے کے رواۃ سے ہوا ہے اور جیسا کہ ہم امام محمدؒ کی کتاب الآثار سے صحیح متن نقل کیا ہے اور مجھے کتاب الآثار کا ایسا نسخہ نہیں ملا، جس میں ابن ابی یزید ہو۔ رہا دوسرا اعتراض تو وہ مردود ہے۔ کیونکہ امام ابوحنیفہؒ کی ائمہ محدثین نے توثیق کی ہے جیسا کہ ہم نے کتاب الصلاۃ میں نقل کیا ہے۔ لہذا امام صاحبؒ عیسی بن یونس اور محمد بن ربیعہ سے (حافظہ میں) کم نہیں ہیں اور وہ حافظہ میں کیسے کم ہو سکتے ہیں کہ جب کہ ان کے نزدیک راوی کا دوام الحفظ ہونا (یعنی راوی کو روایت یاد رہنا) شرط ہے سماع روایت سے لیکر اس کے بیان کرنے تک اور حافظ احمد بن منیعؒ نے "**ثنا هشيم ثنا الحجاج عن عطاء عن عبد الله بن عمرو**"[ا] کی سند سے عبد اللہ بن عمرو سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ مکہ کے گھروں کی فروخت اور ان کے کرایوں سے منع کیا گیا

(ا) اس سند کے بھی تمام رواۃ یعنی حافظ احمد بن منیعؒ (م ۲۴۴ھ)، حافظ ہشیم بن بشیرؒ (م ۱۸۳ھ)، عطاء بن ابی رباحؒ (م ۱۱۴ھ)، عبد اللہ بن عمرو العاصؓ (م ۶۵ھ) ثقہ ہیں۔ سوائے حجاج بن ارطاۃؒ (م ۱۴۵ھ) کے، ان پر کلام ان کی تدلیس کی وجہ سے کیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعض ائمہ نے کہا کہ جب وہ سماع کی تصریح کریں، تو وہ صالح الحدیث ہونگے، ورنہ نہیں۔(**تہذیب التہذیب: ج ۲: ص ۱۹۶، الکاشف للذہبی، اکمال تہذیب الکمال: ج ۳: ص ۳۸۶-۳۸۹**)، اور اس روایت میں حجاجؒ نے سماع کی تصریح نہیں کی، مگر چونکہ ان کے متابع وشواہد موجود ہے، جیسا کہ گزر چکا، لہذا اس روایت میں وہ صدوق ہیں اور ان پر تدلیس کا الزام مردود ہے۔ واللہ اعلم

نوٹ:

"**نُهِيَ عن اجر بيوت مكة**" کے الفاظ بتا رہے ہے کہ یہ روایت مرفوع حکمی ہے۔

مزید متابعات:

ہے۔حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں اپنی سند سے "حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن مجاهد" مجاہد سے مرسلاً نقل کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ مکہ حرمت والی جگہ ہے، اللہ نے اس کی حرمت بیان کی ہے، اس کے گھروں کی بیع کرنا حلال نہیں

ایمن بن نابلؒ، الاعمشؒ (م ۱۴۹ھ)، ابراہیم بن مہاجرؒ، حجاج بن ارطاۃؒ (م ۱۴۵ھ)، کے علاوہ، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے اور بھی متابع موجود ہیں۔

متابع نمبر "۵" اور "٦":

چنانچہ امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں کہ

ثنا الحسين بن إسماعيل, نا سعيد بن يحيى الأموي, نا عيسى بن يونس, نا عبيد الله بن أبي زياد, حدثني أبو نجيح, عن عبد الله بن عمرو بن العاص, أنه قال: إن الذي يأكل كراء بيوت مكة إنما يأكل في بطنه نارا۔

ثنا ابن مبشر, نا محمد بن حرب, نا محمد بن ربيعة, نا عبيد الله بن أبي زياد, سمع أبا نجيح, قال: قال عبد الله بن عمرو: "إن الذين يأكلون أجور بيوت مكة, مثله۔(السنن للدارقطني: ج ۴: ص ۱۳، حدیث نمبر ۳۰۱٦)

پہلی سند کی تحقیق:

امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ)، امام الحسین بن اسماعیل المحاملیؒ (م ۳۳۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔سعید بن یحیی الامویؒ (م ۲۴۹ھ) صحیح بخاری کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۴۱۵)، عیسی بن یونس بن ابی اسحاق السبیعیؒ (م ۱۹۱ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، مامون ہیں۔(تقریب: رقم ۵۳۴۱)، باقی روایت کی توثیق گزر چکی، لہذا یہ سند حسن ہے۔

دوسری سند کی تحقیق:

امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کی توثیق گزر چکی، علی بن عبداللہ بن مبشر، ابوالحسن الواسطیؒ (م ۳۲۴ھ) بھی ثقہ ہیں۔(**الدلیل المغنی**)، محمد بن الحرب نشائیؒ (م ۲۵۵ھ) صحیحین کے راوی اور صدوق ہیں۔(تقریب: رقم ۵۸۰۴)، محمد بن ربیعہ الکلابیؒ (م بعد ۱۹۰ھ) سنن اربع کے راوی اور صدوق ہیں۔(تقریب: رقم ۵۸۷۷)، باقی رواۃ کی توثیق گزر چکی۔

لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔واللہ اعلم

متابع نمبر ۷:

ثقہ، امام، ابوالولید، محمد بن عبداللہ بن الولید الازرقیؒ (م ۲۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثني جدي، حدثنا مسلم بن خالد الزنجي، عن عبيد الله بن أبي زياد، عن أبي نجيح، عن عبد الله بن عمرو بن العاص، قال: من أكل كراء بيوت مكة فإنما يأكل في بطنه نارا۔(اخبار مکۃ للازرقی: ج ۲: ص ۱٦۳)

ہےاوران کوکرایہ پر دینادرست نہیں۔(التعریف والاخبارللقاسم :ج ۵:ص ۲۳۸۳، ت شیخ محمد یعقوبی)[۱]

(۴) مشہورامام، محدث بدرالدین العینیؒ (م ۸۵۵ھ) نے بھی تقریباً یہی بات کہی ہے، البتہ انہوں نے ایک جواب یہ بھی دیا ہے کہ ثقہ رواۃ نے اس حدیث "إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها" کومرفوع بیان کیا ہے، اورثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔ لہذا ثقات کا مرفوعاً بیان کرنا صحیح ہے۔ خاص طور سے جب کہ زیادتی بیان کرنے والے امام ابوحنیفہؒ کی طرح امام ہو۔ محدث بدرالدین العینیؒ (م ۸۵۵ھ) کے الفاظ یہ ہیں:

قلت: أخرجه الدارقطني في آخر الحج عن أيمن بن نايل، عن عبيد الله بن أبي زياد عن أبي نجيح، عن عبيد الله بن عمر، ورفع الحديث. قال: من أكل كراء بيوت مكة أكل الربا. وروى ابن أبي شيبة في مصنفه حدثنا أبو معاوية عن الأعمش، عن مجاهد قال: قال رسول الله - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مكة حرام حرمها الله، لا يحل بيع رباعها، ولا إجارة

سند کی تحقیق:

امام ابوالولید، محمد بن عبداللہ بن احمد بن محمد بن الولید الازرقیؒ (م ۲۵۰ھ) ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۸: ص ۴۰۱، الاعلام للزرکلی: ج ۶: ص ۲۲۲**)، ان کے دادا احمد بن محمد بن الولید بن عقبہ الازرقیؒ (م ۲۲۲ھ) صحیح بخاری کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۱۰۴**)، مسلم بن خالد الزنجیؒ (م ۱۸۰ھ) حسن الحدیث ہیں۔ (**الکامل: ج ۸: ص ۱۱، مجلہ الاجماع: ش ۳**)، باقی رواۃ کی توثیق گزر چکی۔

لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔

نوٹ:

مطبوعہ نسخہ میں کاتب کی غلطی کی وجہ سے "**ابی نجیح**" کے بجائے "**ابن ابی نجیح**" آ گیا ہے۔

اہم وضاحت:

اس روایت میں عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ (م ۶۵ھ) کا قول "**إن الذي يأكل كراء بيوت مكة إنما يأكل في بطنه نارا**" صاف طور سے بتارہا ہے کہ یہ روایت مرفوع تقریری ہے۔ کیونکہ یہ وعید صحابی اپنی رائے سے نہیں کہہ سکتے۔

لہذا محمد بن ربیعہ الکلابیؒ (م بعد ۱۹۰ھ)، عیسی بن یونسؒ (م ۱۹۱ھ)، مسلم بن خالد الزنجیؒ (م ۱۸۰ھ)، وغیرہ کی روایت بھی، امام صاحبؒ کی حدیث "**إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها**" کے مرفوع ہونے کی تائید کرتی ہے۔ واللہ اعلم

(۱) **نوٹ:**

التعریف والاخبار للقاسم بن قطلو بغا کے مطبوعہ نسخہ میں "**ولم اقف على نسخة من الآثار فيها ابن ابی یزید**" کے بجائے "**ولم اقف على نسخة من الآثار فيها ابن ابی زیاد**" آ گیا ہے، جو کہ کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے، جیسا کہ سیاق وسباق دلالت کرتا ہے۔ واللہ اعلم

بيوتها. حدثنا معتمر بن سليمان، عن ليث، عن مجاهد، وعطاء، وطاوس: كانوا يكرهون أن يباع شيء من رباع مكة، وأما قول الدارقطني: هكذا رواه أبو حنيفة، ووهم في موضعين غير صحيح ولا مسلم، لأن محمدا - رَحِمَهُ اللَّهُ - رواه في "الآثار" عن أبي حنيفة - رَحِمَهُ اللَّهُ - عن عبيد الله بن أبي زياد عن أبي نجيح، عن عبد الله بن عمرو، به، وليس فيه وهم، وبهذا أيضا سقط كلام ابن القطان حيث نسب الوهم إلى محمد بن الحسن.

وأما قوله: والثاني في رفعه والصحيح موقوف، فمردود أيضا لأن رفع الثقات صحيح، ولا سيما مثل هذا الإمام. وأما قول ابن القطان: وعلته ضعف أبي حنيفة - رَحِمَهُ اللَّهُ - فإساءة أدب، وقلة حياء منه، فإن مثل الإمام الثوري، وابن المبارك وأضرابهما وثقوه وأثنوا عليه خيرا، فما مقدار من يضعفه عند هؤلاء الأعلام الأشنان، وقد أشبعنا الكلام فيه، وفي مناقبه التي جمعناها في "تاريخنا الكبير". **(البنایہ شرح ہدایہ: ج ۱۲: ص ۲۲۸-۲۲۹)**

لہذا امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ)، امام ابن القطانؒ (م ۶۲۸ھ) کا اعتراض غیر صحیح ہے۔

اعتراض نمبر ۸: (امام صاحب سے مروی حدیث جبرئیل پر امام مسلمؒ، امام ابوزرعہؒ کا اعتراض)

اثری صاحب امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) کا اعتراض نقل کرتے ہیں کہ امام مسلمؒ ایک حدیث پر بحث کے دوران میں لکھتے ہیں کہ ابوسنان عن علقمہ کی حدیث میں جو یہ الفاظ ہیں کہ جبرئیلؑ آئے اور انھوں نے کہا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ ''شرائع اسلام'' کے بارے میں سوال کروں، تو یہ زیادتی مختلف ہے۔ اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ الفاظ (شرائع الاسلام) چند لوگوں نے مثل نعمان بن ثابت اور سعید بن سنان اور جوان کی طرح مرجی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں زیادہ کیے ہیں اور اس سے ان کا مقصد اپنے مسئلہ ایمان کی تصویب و تائید ہے۔ یہ اس لئے کہ ان کے نصیب میں کمزوری اور حق سے دوری آئی ہے، جب کہ انھوں نے ایسے الفاظ روایت کیے ہیں جو اہل علم سے مروی نہیں۔ **(توضیح الکلام: ص ۱۹۳)**

پھر اثری صاحب نے ابوزرعہ الرازیؒ (م ۲۶۱ھ) کا اعتراض نقل کیا کہ امام ابوزرعہؒ نے بھی امام ابوحنیفہؒ کی اس روایت پر نقد کیا ہے۔ **(ایضاً)**

الجواب:

امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م ۱۸۹ھ) کتاب الآثار میں فرماتے ہیں کہ

قال (أبو حنيفة) (عن) علقمة بن مرثد (عن) يحيى بن يعمر قال بينما أنا مع صاحب لي بمدينة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم إذ بصرنا بعبد الله بن عمر فقلت لصاحبي هل لك أن تأتيه فتسأله عن القدر قال نعم قلت دعني

حتى أكون أنا الذي أسأله فإنه أعرف بي منك قال فانتهينا إلى عبد الله بن عمر فسلمنا عليه وقعدنا إليه فقلنا له يا أبا عبد الرحمن إنا نتقلب في هذه الأرض فربما قدمنا البلدة بها قوم يقولون لا قدر فبما نرد عليهم فقال أبلغهم أني منهم بريء ولو أني وجدت أعواناً لجاهدتهم ثم أنشأ يحدثنا قال بينما نحن مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ومعه رهط من أصحابه إذ أقبل شاب جميل أبيض حسن اللمة طيب الريح عليه ثياب بيض فقال السلام عليك يا رسول الله السلام عليكم قال فرد عليه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ورددنا معه فقال ادنو يا رسول الله قال ادن فدنا دنوة أو دنوتين ثم قام موقراً له ثم قال ادنو يا رسول الله قال ادن فدنا حتى ألصق ركبتيه بركبتي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال أخبرني عن الإيمان فقال الإيمان أن تومن بالله وملائكته وكتبه ورسله ولقائه واليوم الآخر والقدر خيره وشره من الله تعالى فقال صدقت فتعجبنا من تصديقه لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقوله صدقت كأنه يعلم ثم قال فأخبرني عن شرائع الإسلام ما هي قال إقام الصلاة وإيتاء الزكوة وحج البيت وصوم رمضان والاغتسال من الجنابة قال صدقت فتعجبنا من قوله صدقت قال فأخبرني عن الإحسان ما هو قال الإحسان أن تعمل لله كأنك تراه فإن لم تكن تراه فإنه يراك قال فإذا فعلت ذلك فأنا محسن قال نعم قال صدقت قال فأخبرني عن الساعة متى هي قال ما المسئول عنها بأعلم من السائل ولكن لها أشراطاً فهي من الخمس التي استأثر الله تعالى بها فقال {إن الله عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم ما في الأرحام وما تدري نفس ماذا تكسب غداً وما تدري نفس بأي أرض تموت إن الله عليم خبير} قال صدقت ثم انصرف ونحن نراه إذ قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم علي بالرجل فقمنا في أثره فما ندري أين توجه ولا رأينا له شيئاً فذكرنا ذلك للنبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال هذا جبرئيل أتاكم يعلمكم معالم دينكم والله ما أتاني في صورة إلا وأنا أعرفه فيها إلا هذه الصورة۔ (بحوالہ جامع المسانید للخوارزمی: ج ۱: ص ۱۷۳-۱۷۷، ۱۷۸)

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کی اس روایت پر امام ابوزرعہؒ (م ۲۶۴ھ) اعتراض کرتے ہیں کہ اس روایت میں ''شرائع الاسلام'' کا اضافہ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)، سعید بن سنانؒ کا وہم ہے۔ (أبو زرعة الرازي وجهوده في السنة النبوية: ج ۲: ص ۷۲۰-۷۲۲)، اور امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) یہ کہتے ہیں کہ اس روایت میں موجود الفاظ ''شرائع الاسلام'' مرجیہ کے علاوہ کوئی اور بیان نہیں کرتے، جیسا کہ اثری صاحب نے نقل کیا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں اعتراض غیر صحیح ہیں۔

(۱) امام زرعہ الرازیؒ (م ۲۶۴ھ) کے اعتراض کے جواب میں عرض ہے کہ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)، سعید بن سنانؒ کے علاوہ ثقہ، شیخ الحرم، عبدالعزیز بن ابی روادؒ (م ۱۵۹ھ)، صدوق راوی جراح بن ضحاک وغیرہ نے بھی کہ اس روایت میں ''شرائع

الاسلام'' کا اضافہ بیان کیا ہے۔(کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی: ج ۳: ص ۸، حلیۃ الاولیاء: ج ۸: ص ۲۰۲)، لہذا امام ابوزرعہؒ کا اعتراض صحیح نہیں ہے۔ نیز یہ زیادتی ثقات نے بیان کی ہے، اور ثقات کی زیادتی مقبول اور صحیح ہوتی ہے۔

(۲)　امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) کا اعتراض بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ صدوق راوی جراح بن ضحاکؒ نے بھی ''شرائع الاسلام'' کے الفاظ کی زیادتی بیان کی ہے۔(کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی: ج ۳: ص ۸) اور ان پر کسی معتدل امام نے مرجیہ ہونے کی جرح نہیں کی۔ لہذا امام مسلمؒ کا اعتراض بھی صحیح نہیں ہے۔[۱] پھر امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) کا امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کو مرجی کہنا بھی غیر صحیح ہے۔

نیز اثری صاحب سے سوال ہے کہ جب اس روایت میں موجود الفاظ ''شرائع الاسلام'' کو نقل کرنے میں امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے متابع میں ''۳، ۳'' ثقہ، صدوق روات موجود ہیں، تو ان پر اعتراض کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟؟؟

خلاصہ یہ کہ امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ)، امام ابوزرعہ الرازیؒ (م ۲۶۴ھ) کا یہ اعتراض غیر صحیح ہے۔

اعتراض نمبر ۹:　(امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) کا اعتراض)

ابن عباسؓ کی مرتدہ کے ایک روایت کے بارے میں اثری صاحب امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ اسے بیان کرنے میں منفرد ہیں، کسی ثقہ نے ان کی متابعات نہیں کی۔(توضیح الکلام: ص ۹۴۱)

الجواب:

ثقہ، حجت، حافظ الحدیث، امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) نے کہا:

أخبرنا أبو حنيفة، عن عاصم بن أبي النجود، عن أبي رزين، عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: لا تقتل النساء إذا ارتددن عن الإسلام، ويجبرن عليه۔(کتاب الآثار للامام محمد: ج ۲: ص ۵۱۴)

اس روایت کے بارے میں امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ اسے بیان کرنے میں منفرد ہیں۔ کسی ثقہ نے ان کی متابعات نہیں کی، جیسا کہ اثری صاحب نے نقل کیا ہے۔

ثقہ، حافظ کا تفرد مضر نہیں ہے، بلکہ ثقہ کا اوثق کی ''مخالفت کرنا'' مضر ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ ابن عباسؓ کی مرتدہ کی یہی روایت خود امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) نے بھی امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے نقل کی ہے، لہذا ان کا یہ اعتراض کمزور معلوم ہوتا ہے۔ اور پھر عاصم بن ابی النجودؒ (م ۱۲۸ھ) سے یہ روایت نقل کرنے میں امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ ان کی

---

(۱)　ثقہ، حافظ، امام ابوجعفر العقیلیؒ (م ۳۲۲ھ) نے جراح بن ضحاکؒ کو مرجی قرار دیا ہے۔ حالانکہ امام عقیلیؒ (م ۳۲۲ھ) تشدد میں مشہور و معروف ہیں۔ لہذا ان کا جراح بن ضحاکؒ کو مرجی قرار دینا غیر صحیح ہے۔ واللہ اعلم

طرح یہی روایت ابو مالک النخعی، عبد الملک بن حسینؒ نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ ثقہ، حافظ الحدیث، امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) نے کہا:

نا أحمد بن إسحاق بن بهلول, نا أبي, نا طلق بن غنام, عن أبي مالك النخعي, عن عاصم بن أبي النجود, عن أبي رزين, عن ابن عباس, قال: المرتدة عن الإسلام, تحبس ولا تقتل۔ (سنن الدارقطنی: ج ۴: ص ۱۲۷، حدیث نمبر ۲۱۳)[۱]

لہذا عاصم بن ابی النجودؒ (م ۱۲۸ھ) سے یہ روایت نقل کرنے میں امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) منفرد نہیں ہیں، کیونکہ ابو مالک النخعی، عبد الملک بن حسینؒ صدوق عند المتابعات ہیں۔[۲] واللہ اعلم

---

(۱)　<u>سند کی تحقیق:</u>

امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں، جیسا کہ گزر چکا۔ ان کے شیخ احمد بن اسحاق بن بہلول التنوخیؒ (م ۳۱۸ھ) ثقہ، ثبت، امام ہیں۔ (**ارشاد القاصی والدانی: ص ۹۱**)، ان کے والد اسحاق بن بہلول التنوخیؒ (م ۲۵۲ھ) بھی ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۷۴**)، طلق بن غنامؒ (م ۲۱۱ھ) صحیح بخاری اور سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۳۰۴۳**)، ابو مالک النخعی، عبد الملک بن حسینؒ پر کلام ہے۔ لیکن ان کے بارے میں حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے کہا کہ **"أَبو مالك النخعي لَهُ أحاديث حسان وعامتها, لاَ يُتَابَعُ عَليها"** ان کی کچھ احادیث حسن ہے اور عام طور سے ان کی روایات کی متابعات نہیں کی گئی۔ (**الکامل: ج ۶: ص ۵۲۸**)،

یعنی متابعات کی صورت میں ان کی احادیث مقبول و حسن ہوگی۔ اور اس روایت میں ان کی متابع میں ثقہ، حافظ، ثبت، امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) موجود ہے۔ لہذا اس روایت میں وہ صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

عاصم بن ابی النجودؒ (م ۱۲۸ھ) صحیحین کے راوی اور حسن الحدیث ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۳۰۵۴**)، ابورزین، مسعود بن مالک الاسدی الکوفیؒ (م ۸۵ھ) صحیح مسلم کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۶۱۲**)، ابوالعباس، عبد اللہ بن عباسؓ (م ۶۸ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

لہذا یہ روایت متابع کی وجہ سے حسن ہے۔

(۲)　اثری صاحب کہتے ہیں کہ اس روایت میں ابو مالک النخعیؒ ضعیف ہے۔ (**حاشیہ توضیح: ص ۹۴۱**)، لیکن ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے ذکر کیا کہ ان کی بعض احادیث حسن ہے اور بعض میں ان کی متابعات نہیں کی گئی ہے۔ لہذا جب ان کی متابعات مل جائے، تو ان کی حدیث حسن ہوگی۔ لہذا متابع کی صورت میں ان پر کلام مردود ہے۔

اور مشہور حافظ الحدیث، امام قاسم بن قطلو بغاؒ (م ۸۷۹ھ) نے کہا:

"وقد قالوا محل هذا إذا لم يكن المرفوع عامًا، وهنا المرفوع عام، فأنى يستقيم، والله أعلم"

وہ کہتے ہیں کہ اس کا محل اس وقت ہے جبکہ مرفوع عام نہ ہو، حالانکہ یہاں مرفوع عام ہے، پس یہ کیسے درست ہوسکتا ہے۔ **(تخریج احادیث البزدوی: ص ۷۵)**

نوٹ نمبر ۱:

قارئین! ان جوابات سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا، کہ اثری صاحب نے محض ائمہ محدثین کی تقلید میں امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) پر اعتراضات نقل کئے ہیں، اگر ذراسی تحقیق فرمالیتے، تو شاید امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کی روایات پر اس طرح سے اعتراضات نہ کرتے۔

نوٹ نمبر ۲:

اثری صاحب کہتے ہیں کہ

محدثین کے نزدیک صرف یہی ایک حدیث "من کان لہ امام" کے مرفوع بیان کرنے میں وہم نہیں ہوا۔ بلکہ اور بھی بہت سی روایات ہیں جیسا کہ امام ابن عدیؒ، ابن حبانؒ وغیرہ کا کلام گزر چکا ہے بلکہ امام ابن عدیؒ نے اس کی مزید مثالیں ذکر کی ہیں۔ **(توضیح الکلام: ص ۹۴۵)**

الجواب:

امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ)، کی روایات پر، مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، صاحب الجرح والتعدیل، امام ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کے اعتراضات کے جوابات انشاء اللہ اگلے شمارے میں آئیں گے، نیز حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) اور دیگر ائمہ کے کلام کا مفصل جواب بھی انشاء اللہ اگلے شمارے میں آئے گا، انشاء اللہ العزیز

نیز ضعیف روایت سے تائید حاصل کرنا، امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ)، حافظ المشرق، خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ)، امام نوویؒ (م ۶۷۶ھ) وغیرہ کے نزدیک درست وصحیح ہے، جیسا کہ گزر چکا، اور اثری صاحب نے یہی بات امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) سے بھی نقل کیا ہے۔ **(مجلہ الاجماع: ش ۱۱: ص ۳۳)**

شمارہ نمبر ۲۲

فروری/ ۲۰۲۲

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

دوماہی مجلّہ

الاجماع

* امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) پر محدثین کے اعتراضات کے جوابات۔ (اثری صاحب کو جواب) [قسط ۲] * امام ابو حنیفہ، نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ [قسط ۵] * کیا عبد اللہ بن المبارکؒ (م ۱۸۱ھ) نے امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کو آخری عمر میں ترک کر دیا تھا؟؟؟ * امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) بھی امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کی فضیلت کے قائل ہو گئے تھے۔

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) پر محدثین کے اعتراضات کے جوابات۔

(اثری صاحب کو جواب) [قسط ۲]

-مولانا نذیر الدین قاسمی

محترم ارشاد الحق اثری صاحب نے حدیث "من کان له امام۔۔۔" کے تحت ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، شاہنشاہ الحدیث، امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) پر محدثین کے حوالے سے کئی اعتراضات کئے ہیں، جن کو جوابات کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں:

اعتراض نمبر ۱۰:　　(امام صاحب کی حدیث "مفتاح الصلاۃ الوضوء" پر امام ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کا اعتراض)

اثری صاحب کہتے ہیں کہ

محدثین کے نزدیک صرف یہی ایک حدیث "من کان له امام۔۔۔" کے مرفوع بیان کرنے میں وہم نہیں ہوا، بلکہ اور بھی بہت سی روایات ہیں، جیسا کہ امام ابن عدیؒ، ابن حبانؒ وغیرہ کے کلام گزر چکا ہے بلکہ امام ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے اس کی مزید مثالیں ذکر کی ہیں۔ (**توضیح الکلام: ص ۹۴۵**)

لہذا اب مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، صاحب الجرح والتعدیل، امام ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کے اعتراضات کے جوابات بھی ملاحظہ فرمائیں، چنانچہ حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے کہا:

حدثنا أبو يعلى قال قرئ على بشر بن الوليد أخبر كم أبو يوسف، عن أبي حنيفة، عن أبي سفيان قبل أن يلقاه يخبر، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: مفتاح الصلاة الوضوء وتحريمها التكبير و تحليلها التسليم وفي كل ركعتين تسلم بعد التشهد [۱]، ولا تجزيء صلاة إلا بفاتحة الكتاب ومعها شيء زاد أبو حنيفة في هذا المتن وفي كل ركعتين تسليم۔

وقد رواه عن أبي سفيان أبو معاوية، وابن فضيل وزياد البكائي ومندل بن علي وحمزة الزيات وحسان الكرماني وغيرهم فلم يذكروه۔ (الکامل لابن عدی: ج ۸: ص ۲۴۳-۲۴۴)

– الکامل لابن عدی کے تمام مطبوعہ نسخوں میں یہ عبارت اسی طرح ہے، دیکھئے **الکامل لابن عدی: ج ۸: ص ۲۴۳**، ت عادل أحمد عبد الموجود-علي محمد معوض، **الکامل لابن عدی: ج ۷: ص ۱۱**، ت يحيى مختار غزاوي، **الکامل لابن عدی: ج ۱۰: ص ۱۳۱**، ت مازن محمد السرساوي۔ لیکن وہ تصحیف ہے، اور صحیح "تسلم یعنی التشھد" معلوم ہوتا ہے، کیونکہ **کتاب الآثار لابی حنیفۃ بروایت ابی یوسف: حدیث نمبر ۱** پر امام ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ) ہی کے طریق سے یہی روایت "في كل ركعتين فسلم، يعني التشهد" کے الفاظ کے

الجواب:

حالانکہ حدیث "مفتاح الصلاۃ الوضوء" میں موجود الفاظ "وفي كل ركعتين تسليم" کو ابوسفیان السعدیؒ سے نقل کرنے میں امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) منفرد نہیں ہیں، بلکہ کئی ثقہ روات نے ان کی متابعات کی ہے۔

اور اس اعتراض کا جواب گویا امام، حافظ ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے دے دیا۔

چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ

أخبرناه أبو محمد عبد الله بن يوسف الأصبهاني، أنا أبو سعيد الأعرابي، ثنا سعدان بن نصر، ثنا أبو معاوية، عن أبي سفيان السعدي، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد، أراه رفعه، شك أبو معاوية، قال: مفتاح الصلاة الطهور، وتحريمها التكبير، وتحليلها التسليم، وفي كل ركعتين تسليمة۔[۱]

تابعه أبو حنيفة ومحمد بن فضيل وحمزة الزيات وأبو مالك النخعي وغيرهم، عن أبي سفيان، وقالوا: عن النبي - صلى الله عليه وسلم -، ولم يشكوا في رفعه۔

(جس کا خلاصہ یہ کہ) کہ حدیث "مفتاح الصلاة الطهور، وتحريمها التكبير، وتحليلها التسليم، وفي كل ركعتين تسليمة" کو ابوسفیان السعدیؒ سے نقل کرنے میں ابومعاویہ الضریرؒ (م ۱۹۵ھ) کے متابع میں امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ)،

ساتھ موجود ہے، اسی طرح امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ)، امام ابوعبدالرحمٰن المقریؒ (م ۲۱۳ھ)، امام مکی بن ابراہیمؒ (م ۲۱۵ھ)، امام حسن بن زیادؒ (م ۲۰۴ھ) وغیرہ نے بھی امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے "يعني التشهد" کے لفظ نقل کئے ہیں۔ (**کتاب الآثار لابی حنیفۃ بروایت محمد: حدیث نمبر ۴، مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۱۳۰، مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۴۲۸، مسند ابی حنیفۃ لابن خسرو: ج ۲: ص ۴۹۰**)، لہذا صحیح "يعني التشهد" ہونا چاہئے۔ واللہ اعلم

(۱) اس روایت کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں۔ امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ ان کے شیخ ابومحمد، عبداللہ بن یوسف الاصبہانیؒ (م ۴۰۹ھ) ثقہ، صالح، محدث ہیں۔ (**الروض الباسم: ج ۱: ص ۶۴۶**)، ابوسعید الاعرابیؒ (م ۳۴۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور صاحب التصنیفات ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۱۶**)، سعدان بن نصرؒ (م ۲۶۵ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۴: ص ۴۵۶**)، ابومعاویہ الضریرؒ (م ۱۹۵ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۸۴۱، نیز دیکھئے**)، لہذا یہ سند ابومعاویہ الضریرؒ (م ۱۹۵ھ) سے ثابت بھی ہے اور مرفوع بھی ہے، جیسا کہ امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے اشارہ کیا ہے۔

حمزۃ الزیاتؒ (م ۱۵۸ھ)، محمد بن فضیل الضبیؒ (م ۱۹۵ھ)، ابو مالک النخعیؒ وغیرہ موجود ہیں۔ (**الخلافیات للبیہقی: ج ۲:۷**)[۱]

(۱) محمد بن فضیل الضبیؒ (م ۱۹۵ھ) کی روایت کو خود حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے سند کے ساتھ ذکر کیا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ

''حدثنا الفضل بن الحباب، حدثنا محمد بن عبد الله الخزاعي، حدثنا محمد بن فضيل عن أبي سفيان السعدي، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد الخدري قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الوضوء مفتاح الصلاة والتكبير تحريمها والتحليل تسليمها، ولا تجزىء صلاة إلا بفاتحة الكتاب ومعها غيرها وسورة فريضة غيرها وفي كل ركعتين تسليمة يعني التشهد''۔

(الکامل لابن عدی: ج ۵: ص ۱۸۶)

سند کی تحقیق:

حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں، ان کے شیخ الفضل بن الحبابؒ (م ۳۰۵ھ) بھی مشہور ثقہ، مکثر، امام ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۷: ص ۵۱۳**)، محمد بن عبد اللہ بن عثمان الخزاعیؒ (م ۲۲۳ھ) سنن ابو داود و نسائی کے راوی اور ثقہ ہیں۔ محمد بن فضیل الضبیؒ (م ۱۹۵ھ) صحیحین کے راوی اور صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۲۲۷**)، لہذا یہ سند محمد بن فضیل الضبیؒ (م ۱۹۵ھ) سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم

صدوق عند المتابعات، راوی ابو مالک النخعیؒ کی روایت مع سند درج ذیل ہے:

حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) نے کہا:

أخبرنا أبو القاسم المحسن بن أحمد بن الحسين بن علي بن محمد بن يحيى بن عباد بن عبد الله بن الزبير بن العوام الأسدي بنيسابور قال حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب الأصم حدثنا الحسن بن مكرم حدثنا أبو النضر حدثنا أبو مالك النخعي عبد الملك بن حسين عن أبي سفيان الأعسم عن أبي نضرة عن أبي سعيد رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال مفتاح الصلاة الوضوء وتحريمها التكبير وتحليلها التسليم في كل ركعتين تسليم وإذا ركع أحدكم فلا يذبح تذبيح الجزار۔ (موضح الاوہام للخطیب: ج ۲: ص ۱۹۰)

سند کی تحقیق:

امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث بلکہ حافظ المشرق ہیں۔ ان کے شیخ ابو القاسم، محسن بن احمد الاسدیؒ صدوق ہیں۔ (**المنتخب من کتاب السیاق لتاریخ النیسابور: ص ۴۹۴**)، ابو العباس الاصمؒ (م ۳۴۶ھ) بھی مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور ثبت، امام ہیں۔ (**الروض الباسم: ج ۲: ص ۱۲۷۰-۱۲۸۱**)، الحسن بن مکرمؒ (م ۲۷۴ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۷۵۳، کتاب الثقات للقاسم: ج ۳: ص ۳۹۷**)، ابو النضر، ہاشم بن القاسمؒ (م ۲۰۷ھ) بھی صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت، امام ہیں۔ (**تقریب: رقم ۷۲۵۶**)، ابو مالک النخعی کی تفصیل گزر چکی۔ (دیکھئے ص:)

نیز علی بن مسہرؒ (م۱۸۹ھ)، مندل الکوفیؒ (م۱۶۸ھ)، اسماعیل بن عیاشؒ (م۱۸۲ھ) وغیرہ بھی امام صاحبؒ (م۱۵۰ھ) کے متابع موجود ہیں، چنانچہ حافظ ابویعلی الموصلیؒ (م۳۰۷ھ) فرماتے ہیں کہ:

حدثنا عبد الغفار، حدثنا علي بن مسهر، عن أبي سفيان، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مفتاح الصلاة الوضوء، وتحريمها التكبير، وإحلالها التسليم، وفي كل ركعتين تسليم، ولا تجوز صلاة لا يقرأ فيها بفاتحة الكتاب وشيء معها۔ (مسند ابی یعلی الموصلی: ج۲: ص۳۳۶، حدیث نمبر ۱۰۷۷)

سند کی تحقیق:

ابویعلی الموصلیؒ (م۳۰۷ھ) مشہور ثقہ، امام اور حافظ الحدیث ہیں۔ (**ارشاد القاصی والدانی: ص۱۴۱**)، عبد الغفار بن عبد اللہ بن زبیر الموصلیؒ (م۲۴۳ھ) صدوق ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج۶: ص۳۹۸**)، علی بن مسہر القرشیؒ (م۱۸۹ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۴۸۰۰**)، لہذا یہ روایت علی بن مسہرؒ (م۱۸۹ھ) سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم

- اور حافظ ابوجعفر العقیلیؒ (م۳۲۲ھ) نے کہا:

حدثنا عبد الله بن أحمد قال: حدثنا حسان بن حسان قال: حدثنا مندل قال: حدثنا أبو سفيان، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مفتاح الصلاة الطهور، وتحريمها التكبير، وتحليلها التسليم، وبين كل ركعتين تسليم، ولا يجزئ صلاة لا يقرأ فيها بأم القرآن وقرآن معها۔ (الضعفاء الکبیر للعقیلی: ج۲: ص۲۲۹)

حافظ ابوجعفر العقیلیؒ (م۳۲۲ھ)، حافظ عبد اللہ بن احمد بن محمد بن حنبلؒ (م۲۹۰ھ) دونوں مشہور ثقہ حفاظ میں سے ہیں۔ عبد اللہؒ کے شیخ حسان بن حسانؒ (م۲۱۳ھ) صحیح بخاری کے راوی اور صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ۱۱۹۸**)، مندل الکوفیؒ (م۱۶۸ھ) متابعات میں مقبول ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۶۸۸۳**)۔

- امام ابوالقاسم الطبرانیؒ (م۳۶۰ھ) نے کہا:

حدثنا الحسن بن علي بن خلف الدمشقي، ثنا سليمان بن عبد الرحمن، ثنا إسماعيل بن عياش، عن عبد العزيز بن عبيد الله، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد الخدري، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: الطهور مفتاح الصلاة، والتكبير تحريمها، والتسليم تحليلها، وفي كل ركعتين سلام، ولا تصلى صلاة إلا بأم القرآن ومعها غيرها، وفي كل ركعتين تشهد وتسليم۔ (مسند الشامیین للطبرانی: ج۲: ص۲۸۹، حدیث نمبر ۱۳۶۰)، اس روایت کے تمام رواۃ کی تفصیل گزر چکی۔ (**مجلہ الاجماع: ش۲۱: ص۳۱**)، خلاصہ یہ کہ حدیث "**مفتاح الصلاة الوضوء**" میں موجود الفاظ "**وفي كل ركعتين تسليم**" کو ابوسفیان السعدیؒ سے نقل کرنے میں امام صاحبؒ (م۱۵۰ھ) کی متابعت میں ایک جماعت موجود ہے، لہذا ابن عدیؒ (م۳۶۵ھ) کا اعتراض غیر صحیح ہے۔

لہذا حدیث "مفتاح الصلاۃ الوضوء" میں موجود الفاظ "وفي كل ركعتين تسليم" کو ابوسفیان السعدیؒ سے نقل کرنے میں امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) پر تفرد کا الزام غیر صحیح ہے۔

اعتراض نمبر ۱۱:　　(امام صاحب سے مروی حدیث "أكل ذبيحة امرأة" کا اعتراض)

ثقہ، حافظ الحدیث، صاحب الجرح والتعدیل، امام ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا عبدان، حدثنا زيد بن الحريش، حدثنا أبو همام الأهوازي عن مروان بن سالم، عن أبي حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله، أن النبي صلى الله عليه وسلم أكل ذبيحة امرأة۔

قال الشيخ: لم يروه موصولا غير أبي حنيفة زاد فيه علقمة، وعبد الله والنبي عليه السلام وأما يرويه منصور ومغيرة وحماد عن إبراهيم قوله۔

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) نے "عن حماد عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله" کی سند سے حدیث ذکر کی کہ نبی ﷺ نے عورت کا ذبیحہ کھایا۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے علاوہ کسی نے اس روایت کو موصول نہیں بیان کیا ہے اور امام صاحب نے اس میں علقمہؒ، ابن مسعودؓ اور نبی ﷺ کا اضافہ کیا ہے، جب کہ منصورؒ، مغیرہؒ، حمادؒ نے یہ روایت ابراہیم النخعیؒ سے مقطوعاً نقل کی ہے۔ **(الکامل: ج ۸: ص ۲۴۴)**

الجواب:

یہ روایت امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) سے ثابت نہیں ہے، کیونکہ سالم بن مروان ضعیف ہے۔ **(تقریب: رقم ۶۵۷۰)** اور ان کا کوئی متابع بھی نہیں ملا۔ لہذا امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) پر یہ اعتراض درست نہیں ہے۔

اعتراض نمبر ۱۲:　　(امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کی حدیث "إذا ارتفع النجم" پر اعتراض)

حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے کہا:

أخبرنا مُحمد بن أحمد بن حماد، ومُحمد بن أحمد بن الحسين، قالا: حَدثنا شُعَيب بن أيوب، حدثنا مصعب بن المقدام، عن داود الطائي، عن النعمان بن ثابت، عن عطاء بن أبي رباح، عن أبي هريرة، عن النبي صَلى الله عَليه وسَلم قال: إذا ارتفع النجم ارتفعت العاهة عن أهل كل بلد۔

ورواه كذلك عن وكيع ويزيد بن هارون الحماني، ومُحمد بن الحسن، وجعفر بن عون والمقري وغيرهم، ولا يحفظ عن عطاء إلا من رواية أَبي حنيفة، عنه، ورُوي عن عسل عن عطاء مسندا وموقوفا، وعسل وأَبو حنيفة سيان

في الضعف، على أن عسلا مع ضعفه أحسن ضبطا للحديث منه۔

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) نے "عن عطاء بن أبي رباح، عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم" کی سند حضور ﷺ کا قول ذکر کیا کہ (جب تارہ طلوع ہوتا ہے تو تمام شہروالوں سے بیماری دور ہوجاتی ہے)۔

اس حدیث کو امام ابوحنیفہؒ سے وکیعؒ، یزید بن ھارونؒ، محمد بن الحسن، جعفر بن عونؒ، المقرئؒ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور یہ روایت عطاء بن ابی رباح سے امام صاحب کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا اور عسل بن سفیان عن عطاء سے بھی یہ روایت موقوفاً اور مرفوعاً روایت کی گئی اور عسل بن سفیان اور ابوحنیفہ ضعف میں برابر ہیں مگر یہ کہ عسلؒ اپنے ضعف کے باوجود امام صاحبؒ سے زیادہ حدیث کو ضبط کرنے والے ہیں۔ (**الکامل: ج ۱۰: ص ۱۳۲، ت شیخ مازن السرساوی**)

<u>الجواب:</u>

سب سے پہلے عرض ہے کہ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) ہرگز ضعیف نہیں ہیں، بلکہ کئی ائمہ محدثین، بلکہ ائمہ علل نے ان کی توثیق وتعریف کی ہے۔ (دیکھئے ص:)، لہذا حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵؁ھ) کا امام صاحبؒ (م ۱۵۰؁ھ) کو ضعیف قرار دینا غیر صحیح ہے۔

اور عسل بن سفیانؒ کے بارے میں امام عجلیؒ (م ۲۶۱؁ھ)، حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵؁ھ) وغیرہ نے صراحت کی ہے کہ ضعف کے باوجود، ان کی احادیث لکھی جائے اور یعقوب بن سفیانؒ (م ۲۷۷؁ھ) نے کہا کہ نہ وہ متروک ہیں اور نہ حجت۔ (**اکمال تہذیب الکمال: ج ۹: ص ۲۳۶، تہذیب التہذیب: ج ۷: ص ۱۹۳**)، [۱]

---

[۱] حدیث "إذا ارتفع النجم ارتفعت العاهة عن أهل كل بلد" کو "عطاء عن ابی ھریرۃ" کی سند سے نقل کرنے میں امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) منفرد نہیں ہیں، بلکہ عسل بن سفیانؒ ان کے متابع میں موجود ہے۔ چنانچہ ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، امام طحاویؒ (م ۳۲۱؁ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا محمد بن خزيمة، قال: حدثنا المعلى بن أسد، قال: حدثنا وهيب، عن عسل، عن عطاء، عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلعت الثريا صباحا رفعت العاهة عن أهل البلد۔ (شرح مشکل الاثار للطحاوی: ج ۶: ص ۵۷)

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱) امام ابوجعفر، احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاویؒ (م ۳۲۱؁ھ) مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث اور امام ہیں۔ ان کے شیخ محمد بن خزیمہ البصریؒ (م ۲۷۶؁ھ) بھی ثقہ، مستقیم الحدیث ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۸: ص ۲۶۷**)، معلی بن اسد البصریؒ (م ۲۱۸؁ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۸۰۲**)، وھب بن خالد البصریؒ (م ۱۶۵؁ھ) بھی صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت ہیں۔ (**تقریب:**

لہذا عسلؒ کی روایت متابع کی صورت میں مقبول ہوگی اور اس روایت میں امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) پر تفرد کا الزام مردود ہے۔

پھر ان سب کے علاوہ "زکریا بن ابی زائدة عن عَامر الشّعبيِّ عَن أبي هُرَيْرَة" کی سند سے بھی یہی روایت آئی ہے۔ **(اطراف الغرائب للدارقطنی: ج۵: ص۲۲۴)**، [۱]

لہذا اس روایت میں بھی امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) پر اعتراض کمزور ہے۔

اعتراض نمبر ۱۳: (امام صاحبؒ کی حدیث **"الدال على الخير كفاعله"** پر اعتراض)

مشہور ثقہ، حافظ، متقن، ناقد، امام ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے کہا:

حدثنا علي بن أحمد بن علي بن عمران، حدثنا بندار، حدثنا إسحاق الأزرق، أخبرنا نعمان عن علقمة بن

رقم ۴۸۷۷)، عسل بن سفیانؒ متابع کی صورت میں مقبول ہیں، جیسا کہ گزر چکا۔ (دیکھئے ص۶)، عطاء بن ابی رباحؒ (م ۱۱۴ھ) مشہور ثقہ، فقیہ اور فاضل تابعی ہیں۔ **(تقریب: رقم ۴۵۹۱)**، اور ابو ہریرہؓ (م ۵۹ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

لہذا یہ سند متابع کی وجہ سے حسن ہے۔ واللہ اعلم

نوٹ:

وھب بن خالد البصریؒ (م ۱۶۵ھ) کے متابع میں حماد بن سلمہؒ (م ۱۶۷ھ)، عبد العزیز بن المختارؒ وغیرہ موجود ہیں۔ **(مسند البزار: ج۱۶: ص۱۸۱)**، لہذا اس روایت میں وھب بن خالد البصریؒ (م ۱۶۵ھ) پر اختلاط کی جرح مردود ہے۔

(۱) امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کے الفاظ یہ ہیں:

حديث: إذا طلع النجم رفع عن كل بلد العاهة۔

غريب من حديث الشعبي عنه، ومن حديث زكريا بن أبي زائدة عنه إن كان شيخنا محمد بن سليمان الباهلي ضبطه فإنا لم نكتبه بهذا الإسناد إلا عنه، وإنما يعرف من حديث أبي حنيفة عن عطاء بن أبي رباح عن أبي هريرة۔ (اطراف الغرائب للدارقطنی: ج۵: ص۲۲۴)

اور محمد بن سلیمان الباھلیؒ (م ۳۲۲ھ) کے بارے میں خود امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) نے کہا: کہ **"كان من الثقات"**، اسی طرح اسی کتاب "الاطراف الغرائب" میں بھی ایک جگہ کہا کہ **"شَيخنا ثقة"**۔ **(الدليل المغنی فی شیوخ الدارقطنی: ص۳۹۵)**، لہذا جب محمد بن سلیمان الباھلیؒ (م ۳۲۲ھ) ثقہ ہیں، تو دارقطنیؒ کا یہ کہنا "**إن كان شيخنا محمد بن سليمان الباهلي ضبطه فإنا لم نكتبه بهذا الإسناد إلا عنه، وإنما يعرف من حديث أبي حنيفة عن عطاء بن أبي رباح عن أبي هريرة**" مضر نہیں ہے۔

مرثد عن سليمان بن بريدة، عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال اذهب يا فلان فإن الدال على الخير كفاعله۔

قال الشيخ: وهذا حديث لا يجود إسناده غير أبي حنيفة عن علقمة بن مرثد وتابعه حفص بن سليمان، روى عن علقمة أحاديث مناكير لا يرويها غيره، ورواها عن أبي حنيفة إسحاق الأزرق ومصعب بن المقدام وأرسله عنه محمد بن الحسن فلم يذكر فيه ابن مرثد، ولا بريدة۔

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) نے "عن علقمة بن مرثد عن سليمان بن بريدة، عن أبيه" کی سند سے نبی ﷺ کا قول ذکر کیا کہ آپ ﷺ نے ایک شخص سے کہا: کہ اے فلاں! تم جاؤ، اس لئے کہ جو کوئی خیر کی رہنمائی کرے گا، وہ خیر کو کرنے والے کی طرح ہے۔

اس حدیث کو امام صاحبؒ کے علاوہ کسی نے علقمہ بن مرثد سے بیان نہیں کیا۔ مگر ان کے متابع میں حفص بن سلیمانؒ ہیں، لیکن انہوں نے علقمہ بن مرثد سے ایسی منکر احادیث بیان کی ہے، جو ان کے علاوہ کوئی اور بیان نہیں کرتا۔

نیز یہ حدیث امام صاحبؒ سے اسحاق الازرقؒ، مصعب بن المقدامؒ نے مسند روایت کی ہے اور امام محمدؒ نے ان سے مرسلاً نقل کیا ہے اور ابن مرثدؒ اور بریدہؓ کا ذکر نہیں کیا۔

الجواب:

اولاً　علقمہ بن مرثدؒ (م ۱۲۰ھ) سے اس حدیث کو نقل کرنے میں حفص بن سلیمانؒ کے علاوہ سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) بھی امام ابوحنیفہؒ کے متابع ہیں، جیسا کہ حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) نے کہا ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۱۵۰-۱۵۱**)[۱]

---

(۱)　حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) نے کہا:

تابعه الثوري عليه

حدثنا سليمان بن أحمد، ثنا إبراهيم بن هاشم، ثنا الشاذكوني، ثنا يحيى بن اليمان، عن سفيان، عن علقمة بن مرثد، عن سليمان، عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدال على الخير كفاعله، والله تعالى يحب إغاثة اللهفان۔ تفرد به الشاذكوني۔ (مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۱۵۰-۱۵۱)

سند کی تحقیق:

حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۱: ص ۳۶۵**)، سلیمان بن احمد، ابوالقاسم الطبرانیؒ (م ۳۶۰ھ) بھی مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۵: ص ۹۰**)، ابراہیم بن ھاشم البغویؒ (م ۲۹۷ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**ارشاد القاصی والدانی: ص ۸۳**)، حافظ سلیمان بن داود الشاذکونیؒ (م ۲۳۶ھ) اور حافظ یحیی بن الیمانؒ

دوم　　یہ حدیث بریدہؓ کے علاوہ، ابومسعود الانصاریؓ، [۱]

عبداللہ بن مسعودؓ، [۲]

انسؓ، [۳]

سہل بن سعدؓ، [۴]

ؒ (م۱۸۹ھ) پر کلام ہے۔لیکن یہ دونوں حضرات متابعات کی صورت میں قابل ذکر ہیں۔(**الکامل: ج۴: ص۳۰۰، ۳۰۵، سیر: ج۱۰: ص ۶۸۳، تحریر تقریب التہذیب: رقم ۷۶۷۹**)، یہی وجہ ہے کہ حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م۴۳۰ھ) نے کہا کہ "**تابعه الثوري عليه**" اس روایت میں امام ابوحنیفہؒ (م۱۵۰ھ) کے متابع میں سفیان ثوریؒ (م۱۶۱ھ) ہیں۔(**مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص۱۵۰-۱۵۱**)، واللہ اعلم

(۱)　　**صحیح مسلم: ج۳: ص۱۵۰۶**، ت شیخ عبدالباقی۔

(۲)　　حافظ ابوبکر البزارؒ (م۲۹۲ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا إبراهيم بن عبد الله بن محمد أبو شيبة الكوفي، قال: نا بكر بن عبد الرحمن، قال: نا عيسى بن المختار، عن ابن أبي ليلى، عن فضيل بن عمرو، عن أبي وائل، عن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدال على الخير كفاعله۔

(مسند البزار: ج۵: ص۱۰۵، حدیث نمبر ۱۷۴۲)

<u>سند کی تحقیق:</u>

اس روایت کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں۔البتہ ابن ابی لیلیٰؒ (م۱۴۸ھ) پر کلام ہے۔لیکن ان کے متابع میں امام ابوحنیفہؒ (م۱۵۰ھ) موجود ہیں۔(مناقب ابی حنیفۃ للقاری: ج۲: ص۴۸۷، طبع مع الجواهر المضية)، لہذا یہ حدیث حسن ہے۔

(۳)　　امام ابوبکر البزارؒ (م۲۹۲ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا نصر بن عبد الرحمن الوشاء الكوفي، حدثنا أحمد بن بشير، حدثنا شبيب بن بشر، عن أنس، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الدال على الخير كفاعله۔(مسند البزار: ج۱۲: ص۶۵، حدیث نمبر ۷۵۲۰)، اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں۔

(۴)　　امام ابن عدیؒ (م۳۶۵ھ) نے کہا:

حدثنا محمد بن يحيى بن الحسين البصري، قال: حدثنا عبيد الله العيشي، قال: حدثنا عمران بن زيد أبو محمد، قال: حدثنا أبو حازم عن سهل بن سعد، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الدال على الخير كفاعله۔(الکامل لابن عدی: ج۶: ص۱۶۵)، اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں۔ان شاء اللہ

ابوہریرہؓ،[۱]

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، وغیرہ سے بھی مروی ہے۔[۲]

لہذا ان قوی شواہد کی وجہ سے بھی امام صاحبؒ (م۱۵۰ھ) کی روایت قوی اور ان پر اعتراض کمزور ثابت ہوتا ہے۔

سوم　　اگرچہ امام محمدؒ (م۱۸۹ھ) نے امام صاحبؒ سے یہ حدیث "**أخبرنا أبو حنيفة قال: أخبرنا علقمة بن مرثد يرفع الحديث إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم**" کی سند سے ذکر کی ہے۔(**کتاب الآثار: ج۲: ص۵۴۷**)،

لیکن ایک جماعت مثلاً ابو مقاتل، حفص بن سلم السمرقندیؒ (م۲۰۸ھ)، نصر بن عبد الملک العتکیؒ، مصعب بن المقدامؒ (م۲۰۳ھ)، اسحاق بن یوسف الازرقؒ (م۱۹۵ھ)، النضر بن محمدؒ (م۱۸۳ھ)، ابو یحیی الحمانیؒ (م۲۰۲ھ) وغیرہ نے امام ابوحنیفہؒ (م۱۵۰ھ) سے یہی حدیث کو "**عن علقمة بن مرثد عن سليمان بن بريدة، عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم**" کی سند سے متصلاً نقل کیا ہے۔(**مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج۲: ص۶۱۶-۶۲۱**)

اور امام صاحبؒ (م۱۵۰ھ) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں، لہذا ان کی زیادتی مقبول ہوگی۔ واللہ اعلم

---

(۱)　　امام ابوالقاسم الطبرانیؒ (م۳۶۰ھ) نے کہا:

حدثنا محمد بن عبد الله الحضرمي قال: نا علي بن بهرام قال: نا عبد الملك بن أبي كريمة، عن ابن جريج، عن عطاء، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حج عن ميت فللذي حج عنه مثل أجره، ومن فطر صائما فله مثل أجره، ومن دل على خير فله مثل أجر فاعله۔(المعجم الاوسط للطبرانی: ج۶: ص۶۹، حدیث نمبر ۵۸۱۸)

<u>سند کی تحقیق:</u>

اس روایت کے تمام روات ثقہ ہیں، سوائے علی بن بھرام کے۔(**مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۵۶۸۶**)، اور ابو حجۃ، علی بن بھرام بن یزید العطار المزنی صدوق ہیں۔(**تاریخ بغداد: ج۱۳: ص۲۷۱، ت بشار، شعب الایمان: ج۱۰: ص۱۱۵، تاریخ ابن یونس المصری: ج۲: ص۱۵۰**)، نیز دیکھئے **سنن الترمذی: حدیث نمبر ۲۶۷۴**۔

(۲)　　حافظ العصر، امام عراقیؒ (م۸۰۶ھ) نے کہا:

أخرجه الدارقطني في المستجاد من رواية الحجاج بن أرطاة عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده۔(المغنی للعراقی: ص۱۱۵۱)، اس روایت میں موجود حجاج بن ارطاۃؒ (م۱۴۵ھ) صدوق ہیں، البتہ ان پر ان کی تدلیس کی وجہ سے کلام کیا گیا ہے اور جب وہ سماع کی تصریح کرے، تو محتج بہ ہونگے۔(**تہذیب التہذیب: ج۲: ص۱۹۶، اکمال تہذیب الکمال: ج۳: ص۳۸۶**)، مگر چونکہ اس روایت کے قوی شواہد موجود ہے۔ لہذا اس روایت میں حجاج بن ارطاۃؒ (م۱۴۵ھ) کا "عنعنہ" مضر نہیں ہے۔ واللہ اعلم

اعتراض نمبر ۱۴: (امام صاحب کی حدیث "إن أحسن ما غیرتم" پر اعتراض)

حدثنا يحيى بن علي بن هاشم الخفاف، حدثني محمد بن إبراهيم بن أبي سكينة، حدثنا محمد بن الحسن، أخبرنا أبو حنيفة، حدثنا أبو حجية، عن ابن بريدة، عن أبي الأسود الدئلي، عن أبي ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم إن أحسن ما غيرتم به الشعر الحناء والكتم۔

قال الشيخ: وهكذا رواه عباد بن صهيب ورواه معافى عنه عن رجل قد سماه، عن أبي بردة، عن أبي الأسود، عن أبي ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم ورواه الحسن بن زياد ومكي، وابن بزيع عنه، عن أبي حجية، عن أبي الأسود، عن أبي ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم ولم يذكروا ابن بريدة۔

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) نے "**حدثنا أبو حجية، عن ابن بريدة، عن أبي الأسود الدئلي، عن أبي ذر**" کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ذکر کیا کہ یقیناً وہ چیز جس سے تم بالوں (کے رنگ) کو بدل سکتے ہو، مہندی اور کتم ہے۔

جب کہ دیگر لوگوں نے ان کے واسطہ سے ابن بریدۃ کا ذکر نہیں کیا اور معافیؒ نے امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے یہ حدیث "**عن رجل قد سماه، عن أبي بردة، عن أبي الأسود، عن أبي ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم**" کی سند سے بیان کیا ہے۔ **(الکامل لابن عدی: ج ۸: ص ۲۴۵)**،

الجواب:

اولاً　معافی بن عمرانؒ (م ۱۸۶ھ) کی طریق میں "**عن رجل قد سماه، عن أبي بردة**" کا اضافہ نیچے کے رواۃ کی طرف سے ہے، نہ کہ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) اس کے ذمہ دار ہیں۔ کیونکہ امام ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) نے کہا کہ معافی بن عمرانؒ (م ۱۸۶ھ) نے امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے یہی حدیث "**أبو حجية، عن ابن بريدة، عن أبي الأسود الدؤلي، عن أبي ذر، عن النبي صلى الله عليه وسلم**" کے سند سے ذکر کی ہے۔ **(مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۲۶۴)**، حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) نے بھی معافی بن عمران عن ابی حنیفۃ کی طریق سے یہی سند ذکر کی ہے۔ **(مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۲: ص ۸۶۰)**، لہذا امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) اس الفاظ کے ذمہ دار نہیں ہے۔ واللہ اعلم

دوم　امام صاحب سے یہ حدیث کو "**أبو حجية، عن ابن بريدة، عن أبي الأسود الدئلي، عن أبي ذر**" کی سند سے صرف امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) نے نقل نہیں کیا، بلکہ ان سے ایک جماعت نے نقل کیا ہے۔ چنانچہ یہی حدیث، اسی سند کے ساتھ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے امام ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ)، عبداللہ بن یزید المقریؒ (م ۲۱۳ھ)، معافی بن عمرانؒ (م ۱۸۶ھ)، حمزۃ الزیات

ؒ (م ۱۵۸ھ)، محمد بن مسروقؒ، ابراہیم بن معاذؒ، حسن بن زیادؒ (م ۲۰۴ھ)، اسد بن عمروؒ (م ۱۹۰ھ)، ایوب بن ھانئؒ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ (**کتاب الآثار لابی یوسف: ص ۲۳۴، مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۲۶۴**)،

سوم امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے مروی بعض اسانید میں ''عن أبي حجية، عن أبي الأسود، عن أبي ذر'' کا بھی ذکر ہے، یعنی ''ابو حجیۃ'' اور ''ابوالاسود'' کے درمیان میں عبداللہ بن بریدۃؒ (م ۱۱۰ھ) کا واسطہ ذکر نہیں کیا گیا۔

ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کا کہنا ہے کہ اس کے ذمہ دار امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) ہیں، مگر وہ بات قابل غور ہے، کیونکہ اس روایت میں موجود امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کے استاد، اجلح بن عبداللہ، ابو حجیۃ الکوفیؒ (م ۱۴۵ھ) اگر چہ صدوق ہیں، (**تقریب: رقم ۲۸۵**)، لیکن اس حدیث ''إن أحسن ما غيرتم۔۔'' کو بیان کرنے میں انہوں غلطی کی ہے، چنانچہ امیر المومنین فی الحدیث، ثقہ، حافظ، امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کہتے ہیں کہ

وسئل عن حديث أبي الأسود الدؤلي، عن أبي ذر، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أحسن ما غيرتم به الشيب الحنا والكتم۔

فقال: يرويه عبد الله بن بريدة، واختلف عنه۔

فرواه سعيد الجريري، عن عبد الله بن بريدة، عن أبي الأسود، عن أبي ذر۔

تفرد به معمر بن راشد عنه، وأغرب به۔

ورواه الأجلح بن عبد الله، عن ابن بريدة، واختلف عنه؛

فرواه الثوري، وعلي بن صالح، ويحيى القطان، وزهير بن معاوية، وعبد الرحمن بن مغراء أبو زهير، وغيرهم، عن الأجلح، عن ابن بريدة، عن أبي الأسود، عن أبي ذر.

ورواه أبو حنيفة، عن الأصلح، واختلف عنه؛

فرواه المقري، عن أبي حنيفة، عن أبي حجية، وهو أجلح، عن ابن بريدة، عن الأسود، عن أبي ذر.

وكذلك رواه محمد بن الحسن، عن أبي حنيفة.

وغيره يرويه عن أبي حنيفة، عن أبي حجية، عن أبي الأسود، لم يذكر بينهما ابن بريدة۔

ورواه ابن عيينة، عن عبد الرحمن المسعودي، عن الأجلح، فقال عن ابن بريدة، عن أبيه، عن النبي صلى الله عليه وسلم.

والصواب قول من قال: عن أبي الأسود، عن أبي ذر۔ (العلل للدارقطني: ج۶: ص۲۷۷-۲۷۹)

غور فرمائیں! ثقہ، حافظ، حجت، امام سفیان بن عیینہؒ (م۱۹۸ھ)، اسی طرح ابوالنضر، ہاشم بن القاسمؒ (م۲۰۷ھ) [۱] نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ المسعودیؒ (م۱۶۰ھ) سے یہی روایت ''عن الأجلح، فقال عن ابن بريدة، عن أبيه، عن النبي صلى الله عليه وسلم'' کے طریق سے ذکر کی ہے۔

اب اس سند کا ذمہ دار کون ہے؟ کیونکہ صحیح طریق تو ''الأجلح، عن ابن بريدة، عن أبي الأسود، عن أبي ذر'' کا ہے، لہذا ظاہر یہی ہے کہ اجلح بن عبداللہ، ابوحجیۃ الکوفیؒ (م۱۴۵ھ) اس کے ذمہ دار ہیں، کیونکہ وہ صدوق ہونے کے علاوہ متکلم فیہ بھی ہیں اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ المسعودیؒ (م۱۶۰ھ) ثقہ ہیں، (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۳۹۱۹**) اور ثقہ، حافظ، حجت، سفیان بن عیینہؒ (م۱۹۸ھ) نے ان سے قبل الاختلاط روایت لی ہے۔ [۲]

معلوم ہوا کہ حدیث ''إن أحسن ما غير تم۔۔'' کی سند کو بیان کرنے میں اجلح بن عبداللہ، ابوحجیۃ الکوفیؒ (م۱۴۵ھ) سے غلطی ہوئی ہے، لہذا جب سفیان بن عیینہؒ (م۱۹۸ھ)، ابوالنضر، ہاشم بن القاسمؒ (م۲۰۷ھ) سے اس حدیث کی سند کو بیان کرنے میں ان سے غلطی ہوئی ہے، تو کیا دوسرے حضرات کو بیان کرنے میں غلطی نہیں ہوسکتی؟؟؟

پس ہم یہی کہتے ہیں کہ یہاں اس حدیث ''إن أحسن ما غير تم۔۔'' کی طرق میں جو اختلاف ہے، چاہے وہ المسعودیؒ (م۱۶۰ھ) کا طریق ہو یا امام ابوحنیفہؒ (م۱۵۰ھ) کا، وہ سب اجلح بن عبداللہ، ابوحجیۃ الکوفیؒ (م۱۴۵ھ) کی وجہ سے ہے۔

الغرض ابن عدیؒ (م۳۶۵ھ) کا امام صاحبؒ (م۱۵۰ھ) پر یہ اعتراض بھی کمزور ہے۔

نوٹ:

ہمارا قطعاً یہ نظریہ نہیں ہے کہ امام صاحبؒ (م۱۵۰ھ) معصوم عن الخطاء ہیں۔

بلکہ جس طرح دیگر ثقہ، ثبت، ائمہ محدثین سے خطاء ہوئی ہے، اسی طرح سے امام صاحبؒ (م۱۵۰ھ) سے بھی خطاء ہوسکتی ہے۔ لیکن غلطی ہونا اور غلطی ہوجانا دونوں میں فرق ہے، پھر سوال یہ بھی ہے کہ کیا چند غلطیوں کی وجہ سے ان کو ضعیف الحدیث، کثیر الخطاء وغیرہ قرار دینا درست و صحیح ہے؟ جب کہ اس طرح کی چند غلطیاں حدیث میں کبار حفاظ اور ثقہ، ثبت، ائمہ محدثین سے بھی ہوئی ہیں، جس

---

(۱)　أمالي المحاملي - رواية ابن يحيى البيع: ص۲۶۵، طبع دار ابن القيم، عمان۔

(۲)　ابن عیینہؒ (م۱۹۸ھ) کا سماع مسعودیؒ (م۱۶۰ھ) سے قبل الاختلاط ہے۔ (**سنن سعید بن منصور: ج۱: ص۲۱۳، ت الدکتور سعید بن عبداللہ ال حمید،**

کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔

اور پھر امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کے معاملہ میں ثقہ، ثبت حفاظ اور ائمہ محدثین کی ایک جماعت نے تشدد و تعنت سے بھی کام لیا ہے، جیسا کہ ان اعتراضات کے جوابات سے محسوس ہو گیا ہوگا، غالباً اس کی وجہ اصحاب الرائے کے سلسلے میں اصحاب الحدیث کا تشدد ہے، جیسا کہ امام الجرح والتعدیل، امام یحیی بن معینؒ (م ۲۳۳ھ)، حافظ ابن جریرؒ (م ۳۱۰ھ) اور حافظ المغربؒ (م ۴۶۳ھ) وغیرہ کے حوالے گزر چکے۔[۱]

خیر اللہ تعالی ہم سب کی غلطیوں کو معاف فرمائے اور تمام ائمۃ الفقہاء والمحدثین، حفاظ الحدیث اور ہر طرح سے دین کی خدمت کرنے والے حضرات کی خدمات کو قبول فرمائے۔۔۔۔۔آمین۔

(۱) مجلہ الاجماع: ش ۱۸: ص ۳۲۔